جلد: 24 | ذوالقعدۃ ۱۴۴۳ھ، جون 2022ء | شمارہ: 11

اللّٰھم صلّ علیٰ محمد النبی الامی وعلیٰ اٰلہ وسلم تسلیما

فضائل درود شریف

مُرشِد کی یادیں

اِنفاق فی سبیل اللہ
اللہ کو قرض دیجیے

روداد حاضری
خواجہ علی رامیتنی رحمہ اللہ

مرشد ہو تو
حضرت کرماں والے رحمہ اللہ

بیرون دریا کچھ نہیں
دیدہ بینا

آنکھیں کھولیے
خوفناک بحران دہلیز پر ہے

حضرت کرماں والا شریف کی روحانی، تبلیغی اور تربیتی
سرگرمیوں کا ترجمان رسالہ

رکن کونسل آف جرائد اہلسنت

ABC
CERTIFIED

ماہنامہ

مجلّہ
حضرت کرماں والا شریف

معاونین

محترم جناب حاجی عزیز اللہ طیّبی، عرب شریف
محترم جناب پیر حاجی عبدالرشید طیّبی، کراچی
محترم جناب پیر احسان علی طیّبی، فیصل آباد
محترم جناب چوہدری محمد وحید، لاہور
محترم جناب محمود اکبر گل، پتوکی
محترم جناب ظفر احمد بھلی طیّبی، گوجرانوالا
محترم جناب شیخ ظہور احمد، اوکاڑا
محترم جناب محمد کامل جوئیہ طیّبی، بہاولنگر

ھدیہ فی شمارہ 50 روپے
سالانہ فیس (عام ڈاک) 600 روپے

ڈاک پتہ
مجلّہ "حضرت کرماں والا" جی۔ٹی روڈ اوکاڑہ

معلومات یا شکایت کی صورت میں رابطہ
0321-4471746
info@tayyabi.com

فیضانِ کرم

اعلیٰ حضرت، گنجِ کرم
پیر سیّد محمد اسمٰعیل شاہ بخاری
حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

بابا جی سیّد محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

پیر سیّد غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جانشینِ گنجِ کرم، شیخ المشائخ، بابا جی
سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست

مخدوم المشائخ پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری
پیر سیّد محمد میرام بخاری

پیر سیّد شہریار بخاری
سجادہ نشین حضرت کرماں والا شریف

چیف ایڈیٹر

محمد سمیع اللہ نوری طیّبی

ایڈیٹر

ثناءاللہ طیّبی مجددی نقشبندی

مینجر

محمد زبیر طیّبی، مزمل حسین طیّبی

محمد سمیع اللہ نوری پبلشرز نے آصف شکیل پرنٹرز ساہیوال روڈ اوکاڑہ سے چھپوا کر جاری کیا۔

نمائندگان سے ماہنامہ مجلّہ حضرت کرماں والا حاصل کرنے کے لیے رابطہ کر سکتے ہیں۔

ضلع قصور

حاجی شہزادہ محمد یونس طیبی، بلیئر 46 چک 0300-0436175
محمد اسد علی طیبی، مولا پور چونیاں 0300-6546847
صوفی محمد یونس طیبی، الہ آباد چونیاں 0300-8045717
محمد رمضان قادری، اڈاحلہ 0301-4892580
حاجی محمد سلیم طیبی، حاجی محمد نعیم طیبی 03004579616/03004575616
حاجی منیر احمد طیبی، بلیئر چک 46، پتوکی 0301-4767704
ڈاکٹر غلام حیدر، الہ آباد روڈ، چونیاں، 0302-6544702

بھاولنگر

محمد افضال فیصل طیبی، خادم آباد کالونی 0321-7007270
عبدالحفیظ غوری، ڈونگہ بونگہ 0306-4482397
حافظ محمد متین، منچن آباد 0301-7635322
حافظ شیر محمد طیبی، ڈونگہ بونگہ 0306-6792786
پیر غلام محمد چوہان، چشتیاں شریف 0300-7540717
حافظ اعجاز اکرم طیبی، ڈاھرانوالا 0300-3590919
ماسٹر غلام مصطفیٰ، ہارون آباد، 0301-7685477
محمد کامل علی طیبی، چک کامل پورہ، 0300-7580219
اعجاز احمد انجم ایڈووکیٹ، ڈسٹرکٹ کورٹ 0300-9582038
محمد مظہر طیبی، پنڈ کمی، ڈونگہ بونگہ 0301-7274918
صوفی محمد اشرف جاوید طیبی، کرماں والا فوٹوسٹیٹ 0300-7925707

میلسی ، بورے والا، وھاڑی

محمد طاہر غنی ، محمد اسحاق طیبی، بورے والا 0323-1228445
عبدالکریم زاہد (خادم مرکز محفل میلاد ساہوکا) 0302-7994116
محمد ساجد طیبی، چک نمبر 259، ساجد ٹاؤن 0303-7844696
محمد عمران طیبی (مٹی بھٹے والا)، 0302-7990561
حاجی محمد بشیر طیبی، شاہد آٹوز، چونگی نمبر 5، 0334-779632
شوکت علی نقشبندی منیاری والا، اڈا ماچھی وال 0304-1065690
محمد ذوالفقار طیبی، گگو منڈی 0307-4585243

گوجرہ ضلع ٹوبہ

محمد ذیشان افضل طیبی، کوٹ عبدی خاں 0303-7076450
محمد عمیر احمد طیبی، کچا گوجرہ 0333-7280299
ڈاکٹر مجاہد حسین طیبی، پنسرہ روڈ گوجرہ 0306-6735363

سیالکوٹ

طیبی اسلامک پبلک سکول، باجڑہ گڑھی، 0321-6187792

شیخوپورہ

محمد صابر طیبی، محلہ رسول پورہ، خالد سٹریٹ 0305-4959415

ساھیوال

محمد احسان الحق طیبی، ہڑپہ اسٹیشن 0345-7434432

ضلع بھاولپور

ملک سجاد حسین، انارکلی بازار حاصل پور 0305-2100054
حاجی غلام مصطفےٰ نقشبندی، منڈی یزمان 0346-8850659
چوہدری محمد سجاد طیبی، خیر پور ٹامیوالی 0300-7850681

خانیوال

محمد جمیل طیبی (میاں چنوں) 0300-4070256
پیر میاں کاشف رشید 0300-8400919

لاھور

سمیع اللہ برکت طیبی، کرماں والا بک شاپ 042-37249515

عارف والا ، پاکپتن شریف

پیر سید عزیز اللہ شاہ صاحب چک 57 ای بی 0301-7258076
ماسٹر احمد حسین جوئیہ، چک 35 ای بی 0300-6948619
محمد نصر اللہ طیبی، چک 39 ای بی 0340-0419139
محمد طارق سرور طیبی، چک 52 بلوچاں والا، 0300-6941366
آصف علی طیبی، محمدی چوک، 0304-6555668
محمد امجد نمبردار، چک 50/SP 0321-6538050
جناب قاری محمد شریف 0302-4595732
راؤ محمد یونس طیبی، چک شفیع 0304-8331497

اوکاڑہ ، بصیر پور ، دیپالپور

شیخ محمد لطف اللہ انجم نقشبندی، بصیر پور 0322-7022792
حاجی محمد عاشق طیبی، تحصیل امیر دیپالپور 0300-7954818
حافظ محمد عثمان طیبی 0321-5302421
حاجی محمد انور 0308-1453872

گوجرانوالا

رانا محمد عرفان طیبی، کسیرہ بازار نزد بلال ہوزری 0303-3177294

سندھ محمد نعیم طیبی، سانگھڑ روڈ، نواب شاہ، 0301-7298134
جھنگ چوہدری محمد فاروق گجر طیبی 0333-6745118

راولپنڈی

شبیر حسین طیبی، ایئر پورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی 0300-5566095

فیصل آباد

ملک اشفاق احمد 0322-6233239
پیر عبدالغفار طیبی 0301-3201484
محمد حسنین چٹھہ 0321-6656956

فہرست مضامین

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

مرکزی تنظیم آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا

زیر سایہ

مخدوم المشائخ حضرت پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی | پیر سیّد محمد میرام بخاری مدظلہ العالی

زیر نگرانی

پیر سیّد شہریار شاہ بخاری مدظلہ العالی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف)

مرکزی رابطہ کار

محمد سمیع اللہ نوری طیبی 0321-4471746

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع اوکاڑہ

حاجی محمد عاشق طیبی 0300-7954818	حافظ عثمان طیبی 0321-5302421	حاجی محمد انور 0308-1453872

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع لاہور

پیر ملک محمد اسلم طیبی 0300-9441787	محمد ظاہر سکھیرا 0302-0407592	حافظ محمد وسیم 0302-4226674

نگران ٹاؤن ضلع لاہور

پیر وارث علی طیبی	قصور روڈ	0321-4871750	عطاء اللہ طیبی	نشتر ٹاؤن	0322-4920685
راجہ داؤد جاوید طیبی	عزیز بھٹی ٹاؤن	0321-7888817	ظاہر سکھیرا طیبی	واہگہ ٹاؤن	0333-4701737
پیر غلام مرتضیٰ طیبی	شالیمار ٹاؤن	0323-4339484	عدنان سکھیرا طیبی	علامہ اقبال ٹاؤن	0322-4880818
ملک مدثر طیبی	سمن آباد ٹاؤن	0302-4102621	جنید تجمل	راوی ٹاؤن	0335-4385033
گلزار احمد طیبی	رائے ونڈ روڈ	0321-4906411	فتح محمد طیبی	گلبرگ ٹاؤن	0321-4127540

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع بہاولنگر

پیر محمد افضل باجوہ طیبی	خادم آباد بہاولنگر	0300-7925643	پیر حافظ نعمت اللہ طیبی	فقیر والی	0302-7446689
محمد حنیف وٹو طیبی	ڈونگہ بونگہ	0305-7702735	پیر قاری مدثر حسین طیبی	ہارون آباد	0301-7913089
گلزار احمد طیبی	چشتیاں شریف	0305-5519200	محمد یوسف طیبی	ڈاھرانوالا	0300-2021078
پیر محمد امین طیبی	منچن آباد	0301-7688394	حاجی غلام رسول طیبی	فورٹ عباس	0302-7548078
شیخ محمد نصر اللہ	نظام پورہ بہاولنگر	0300-7587107	پیر علیم اللہ سمیع طیبی	اڈہ لوہارکا	0303-7383030

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع پاکپتن

پیر محمد علی شاکر 0307-6374030	پیر عبدالودود طیّبی 0322-7840627	ڈاکٹر شوکت سکھیرا 03041598651

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع وہاڑی

پیر شفقت طیّبی 0301-79952	پیر فتح اللہ طیّبی 0306-6909760	محمد طاہر غنی 0300-6875903

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع ساہیوال

پیر رحمت اللہ طیّبی 0301-6915507	پیر احسان الحق طیّبی 0302-7965431, 0345-7434432
پیر جمیل احمد صاحب 0345-7119749,03009698749	پیر سیّد فیاض حسین شاہ 0300 4937266

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع فیصل آباد

ملک اشفاق احمد 0322-6233239 پیر عبدالغفار طیّبی 0301-3201484 لیاقت علی جٹ

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع قصور

پیر محمد حنیف طیّبی 0344-4722837 پیر عیش محمد طیّبی 0303-5418456 میاں امجد چونیاں 0300-6546847

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع سیالکوٹ

پیر وجاہت حسین بھلی 0334-8167353 ماسٹر ارشد علی 0300-5813473

دیگر اضلاع

محمد ذیشان افضل طیّبی، کوٹ عبدی خاں	گوجرہ ضلع ٹوبہ	0303-7076450
چوہدری محمد فاروق گجر طیّبی	جھنگ	0333-6745118
پیر محمد دین طیّبی	لیہ بکھر	0321-4509712
پیر محمد حفیظ احمد طیّبی	ڈیرہ اسماعیل خان، گجرات	0302-6271085, 0346-0461385
پیر گلزار احمد طیّبی	بہاولپور	0306-7241553, 0346-1705325
رانا لقمان طیّبی	لودھراں	0309-9000183
پیر محمد احسان طیّبی	ملتان شریف	0301-6915507
اسد اللہ سلیم طیّبی	اسلام آباد	0300-4672459
سردار فتح اللہ ڈوگر طیّبی	شیخوپورہ	0301-4362377 , 0346-6322910
رانا محمد عرفان طیّبی	گوجرانوالا	0303-3177294 , 0322-5639103
پیر میاں کاشف رشید طیّبی صاحب	خانیوال	0300 8400919

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں
اہم اطلاع
شیخ المشائخ، باباجی
رحمۃ اللہ علیہ
سیّد میر طیب علی شاہ بخاری
کا محبوب کام اور پیغام
ہر پیروار
بعد
نماز عشاء
محفل میلاد پاک
Like
/Hazratkarmanwala
/Babajee.karmanwala
رحمۃ اللہ علیہ
بمقام
مزارِ پُرانوار باباجی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری
آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا
جگر گوشۂ جانشینِ گنجِ کرم، وارثِ کرم، قاسمِ میراثِ گنجِ کرم
الداعی
پیر سیّد شہریار بخاری
سجادہ نشین
حضرت کرماں والا شریف

آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کی زیر سرپرستی
تعلیمی، تعمیری، فلاحی منصوبہ جات کی تکمیل کے لیے

زکوٰۃ
صدقات
فطرانہ
عُشر
فدیہ
کفارہ

کیوں کہ آپ کی دی ہوئی امداد

- کسی کا اُجڑا ہوا گھر بسا سکتی ہے
- کسی غمگین کو خوشیاں دے سکتی ہے
- کسی فاقہ کش کی بھوک مٹا سکتی ہے
- کسی محتاج کے لیے سہارا بن سکتی ہے
- کسی کے قلب میں علم کا نور بسا سکتی ہے
- کسی پریشان حال کو آسودگی بخش سکتی ہے
- کسی بے سہارا کے لیے سائباں بن سکتی ہے
- کسی غریب کے آنگن میں خوشحالی اُتار سکتی ہے

اپنے عطیات، صدقات و زکوٰۃ اس پتہ پر بذریعہ چیک یا ڈرافٹ ارسال فرمائیں۔

آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف جی۔ٹی روڈ، اوکاڑا
+92 321 4471746

حضرت صاحب کرماں والےؒ کے حالات و واقعات سے آراستہ
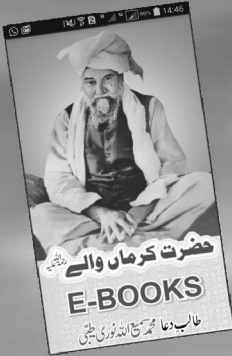
تاریخی و نادر کتابوں پر مشتمل

موبائل ایپ Application

گوگل پلے سٹور سے انسٹال کریں

ماہنامہ مجلّہ حضرت کرماں والا شریف کے سابقہ شمارے اور

درج ذیل کتابیں (PDF) برائے مطالعہ/ ڈاؤن لوڈ دستیاب ہیں
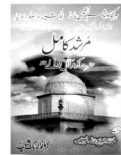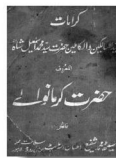
اظہارِ تعزیت

قارئین سے التماس ہے کہ براہِ مہربانی فاتحہ خوانی / ایصالِ ثواب کردیں

☆ ملک صدام حسین (سیالکوٹ) کے دو جڑواں بیٹے رضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔
☆ غلام مصطفیٰ طیّبی (چک کھاٹاں) کے والد محترم وصال کر گئے۔
☆ محمد ندیم اقبال طیّبی (چک نھوڈھا کہ بہاولنگر) کے ماموں رضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔
☆ صابر علی (چک 183/E.B گگومنڈی) کے بھائی وفات پا گئے۔
☆ عطاء اللہ جوئیہ (چک محبّ علی) کے چچا وصال فرما گئے۔
☆ طاہر محمود (لانگری زیرِ نگرانی بابا جی پیر سید صمصام علی شاہ بخاری) کا بھانجا وفات پا گیا۔
☆ جناب بابا جی محمد بشیر طیّبی کی اہلیہ رضائے الٰہی سے وفات پا گئی۔
☆ علی احمد (بہاول نگر) کے والدِ محترم وفات پا گئے۔
☆ صوفی محمد شریف (بہاولنگر) کی بھتیجی وفات پا گئی۔

ماہانہ تنظیمی اجلاس

آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کے جملہ تنظیمی امیران، ضلعی اراکین، تحصیل نگران، خادم مراکز میلاد اور جملہ خلفائے عظام کا خصوصی ماہانہ اجلاس ہر ماہ (انگریزی) کے دوسرے اتوار کو دن 2 بجے حضرت کرماں والا شریف اوکاڑہ میں ہوتا ہے جس میں تمام سابقہ و موجودہ عہدیداران کی شرکت ضروری ہے۔ اپنی کارکردگی رپورٹ ہمراہ لائیں۔ [والسلام الی یوم القیام]

آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف، اوکاڑا　0321 - 4471746

حمدِ باری تعالیٰ

سبق ایسا پڑھا دیا تو نے
دل سے **سب** کچھ بھلا **دیا** تو نے

لاکھ دینے کا **ایک** دینا ہے
دلِ بے مدعا **دیا** تو نے

بے طلب جو **ملا** ، **ملا** مجھ کو
بے غرض جو **دیا** ، **دیا** تو نے

کہیں مشتاق سے حجاب ہوا
کہیں پردہ اٹھا **دیا** تو نے

مٹ گئے دل سے نقشِ **باطل سب**
نقش اپنا جما **دیا** تو نے

مجھ **گناہگار** کو جو بخش **دیا**
تو جہنم کو کیا **دیا** تو نے

داغؔ کو کون دینے والا تھا
اے **خدا** ! جو **دیا** ، **دیا** تو نے

☆ داغؔ دہلوی

نعتِ رسول مقبول ﷺ

روزِ محشر کو سبھی آپ کو تکتے ہوں گے
سب مسلماں سبھی **اِنساں** مدینے والے

آپ کا رتبہ بہت ہی بلند و **برتر** ہے
دو جہانوں کے ہیں سلطاں مدینے والے

میں گنہ گار ہوں پھر بھی یہ آس ہے مجھ کو
میری بخشش کا ہیں ساماں مدینے والے

جب بھی موت آئے مجھے آپ کی **زیارت** ہو
موت ہو میری بھی آساں مدینے والے

سارے مل کر میرے محبوب پہ درود پڑھو
میرے رب کا ہے یہ فرماں مدینے والے

آپ کے خاص غلاموں میں ہو شمار مِرا
میرے دل میں ہے یہ ارماں مدینے والے

آپ ہی کی تو **شفاعت** سے بخشے **جائیں** گے
مجھ شجاعؔ جیسے مسلماں مدینے والے

☆ ڈاکٹر محمد شجاع الرحمٰن
اوکاڑا

دیدہ بینا

بیرونِ دریا کچھ نہیں

جمعرات کا دن —— آہ! جمعرات کا دن —— آنسو اُن کے رخساروں پر بہہ نکلے —— سب لوگ خاموشی سے دیکھ رہے تھے —— زمین پر بچھی کنکریاں آہستہ آہستہ بھیگ رہی تھیں —— اِتنا شدید غم —— اِس قدر بڑا دُکھ —— سبھی سوچ رہے تھے —— ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اتنی شدت سے کیوں رونے لگے ہیں! —— وہ جی بھر کے روئے —— پھر تاسف کے ساتھ سر اُٹھایا —— درد آمیز لہجے میں کہا —— ہم سب اُس جمعرات کے دن حجرۂ سیّدہ عائشہؓ میں موجود تھے —— رسول اللہ ﷺ کی علالت شدت اختیار کر گئی —— وہاں موجود ہر ایک پیکرِ تفکر بنا ہوا تھا —— فکر و نظر کا مرکز صرف ذاتِ مصطفےٰ کریم ﷺ تھی —— اچانک لب ہائے رسالت نے جنبش فرمائی —— ''تحریر کا سامان لے آؤ —— تمھیں ہدایت کا متن لکھوا دوں'' —— صحابہ و اہلِ بیتِ اطہار باہم مشورہ کرنے لگے —— رسولِ اکرم ﷺ کی کیفیت بھی پیشِ نظر تھی —— آوازوں میں اختلاف بڑھا —— حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے قطعی انداز میں کہہ دیا —— اِس وقت حضور ﷺ کو تکلیف دینا مناسب نہیں —— اب دیگر تمام مشاورتی آوازیں اور باتیں پسِ پردہ چلی گئیں —— ایک گروہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا —— آخر

☆ صحیح بخاری، 4:1612، الرقم: 4168، دار ابن کثیر، الیمامۃ، بیروت

اُنھوں نے کیوں سامانِ تحریر پیش نہیں کرنے دیا ـــــ جبکہ اہلِ سنت و جماعت کا موقف بھی جنابِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے ـــــ رسول اکرم ﷺ کی شدید علالت کا خیال رکھنا درست تھا ـــــ یہ سارا معاملہ کتابوں میں ''حدیث قرطاس'' کے عنوان سے با قاعدہ طور پر موجود ہے ـــــ حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد اختلاف بڑھا ـــــ ایک مخصوص گروہ نے کئی طرح کی باتیں گھڑ لیں ـــــ من پسند تاویلات سے اپنے ذاتی تشکیل کردہ مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش کی ـــــ ویسے بھی فتنے آغازِ اسلام سے ہی سر اُٹھاتے رہے ہیں ـــــ اِسی لیے رسول اکرم ﷺ نے صاف صاف ارشاد فرمایا: ـــــ ''فتنوں کے زمانے میں جماعت کے ساتھ رہنا'' ـــــ نقشبندیوں کے امام و پیشوا ـــــ حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حدیثِ قرطاس کے معاملے پر ایک مکتوب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مؤقف کی تائید فرمائی ـــــ کیونکہ سوادِ اعظم کا ساتھ حق کا ساتھ ہے ـــــ یہ حکم سیّد الانبیاء ﷺ بھی ہے ـــــ لیکن مسلمانوں میں انتشار پھیلانے والے شیطانی چال چلنے کے ماہر ہیں ـــــ وہ جذباتی معاملات کو استعمال کریں گے ـــــ ہر سادہ لوح محبت و عقیدت رکھنے والے کو اپنے مفادات کی تکمیل کے لیے نشانہ بنائیں گے ـــــ مگر یہ بھی اعجازِ نبوی ہے ـــــ حق بات پر زیادہ تر اہل حق جمع ہو جاتے ہیں ـــــ جماعت کے ساتھ رہتے ہیں ـــــ گمراہی پھیل رہی ہو تو سوادِ اعظم کا ساتھ دیتے ہیں ـــــ جماعت کے ساتھ رہتے ہیں ـــــ کیوں کہ جماعت کا تعلق مرکز کے ساتھ ہے ـــــ جو مرکز کے ساتھ جُڑ کر رہتا ہے وہی کامیاب رہتا ہے ـــــ جو مرکز سے الگ ہو جاتا ہے ـــــ وہ ہمیشہ ناکام رہتا ہے ـــــ مسندِ ابی داؤد میں حدیث مبارک موجود ہے ـــــ ''جو بکری ریوڑ سے الگ ہوتی ہے، اُسے بھیڑیا کھا جاتا ہے'' ـــــ جو شر پسند عناصر آپ کو جماعت، تنظیم یا مرکز سے الگ کرنے کی کوشش کریں ـــــ جان لیں کہ یہ بھیڑیے ہیں ـــــ مرکز کے خلاف چکنی چپڑی باتیں کریں تو سمجھ لیجیے ـــــ آپکی محبت، عقیدت اور سادہ لوحی کو بھیڑ

بنا کر اپنے مفادات کی بھینٹ چڑھانے والے ہیں ـــــ **اگر** چند افراد اپنے آپ کو ہی تنظیم قرار دیں ـــــ خبردار اور محتاط ہو جائیں، یہ آپ کو بھیڑ بنا رہے ہیں ـــــ **اگر** چند افراد اپنے آپ کو **تحریک** کا درجہ دیں ـــــ ہوشیار ہو جائیں، یہ آپ کو بھیڑ بنا رہے ہیں ـــــ **اگر** چند افراد خود اپنے آپ کو **مرکز** بتانے لگیں ـــــ تو سنبھل جائیں **کیونکہ** یہ آپ کو بھیڑ بنا رہے ہیں ـــــ اِس طرح شر پسند بھیڑیے **مرکز** کو کمزور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ـــــ **مگر** جان **لینا** چاہیے ـــــ راہِ حق کے مسافر آسانی سے **بھیڑ** نہیں بنیں گے ـــــ ذرا غور کیجئے! ـــــ ہمارے **مرکز** یعنی آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کے شیوخ نے ہمیشہ تنظیم اور **مرکز** کو مضبوط کیا ـــــ گنجِ کرم حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے **خلافت** کو اولاد **تک** محدود رکھا ـــــ تنظیم اور **مرکز** کو مضبوط کیا ـــــ شیخ المشائخ، **بابا** جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ **نظم** وضبط کو مقدم رکھا ـــــ آپ نے ہمیشہ اتفاق و اتحاد کو اہمیت دی ـــــ تنظیم اور **مرکز** کو مضبوط کیا ـــــ ساری زندگی **مرکز** کے ساتھ جڑے رہنے کی **تربیت** فرمائی ـــــ **کیونکہ** ؎

موج ہے دریا میں اور بیرونِ **دریا** کچھ نہیں

والسلام الیٰ یوم القیام

پیر ثناء اللہ طیّبی
مجددی نقشبندی
ایڈیٹر
ماہنامہ ''مجلّہ حضرت کرماں والا''

حضور شیخ المشائخ، فخر و نازِ گنج کرم، جانشینِ گنج کرم، اِمام و پیشوائے سلسلہ عالیہ طیّبیہ

باباجی سیّد میر طیّب علی شاہ بخاری

باباجی حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

یادیں بہتی ہوئی موجوں جیسی ہوتی ہیں۔ جس طرح یکے بعد دیگرے لہریں بنتی اور سفر کرتی ہیں، اِسی طرح یادیں بھی بنتی، اُبھرتی، بلند ہوتی اور مسلسل رواں رہتی ہیں۔ یادوں میں پاکیزگی جب اپنی انتہاء کو چھونے لگتی ہے تو اللہ والوں کی باتیں ہماری یادوں میں تازہ ہو جاتی ہیں۔ اُسی تازگی سے سرشار کچھ لفظ ذہن میں چھلک رہے ہیں۔ تو پھر چلیے! اِس تحریر سے ہم حضور شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ کی **یادیں** تازہ کرتے ہیں اور اپنے ایمان کو عظیم روحانیت سے روشن و منور کرتے ہیں۔

از قلم

ثناء اللہ طیّبی

مجددی نقشبندی

تہجد کے وقت ہر روز میری **آنکھ کھل** جایا کرتی تھی اور یہ اُس وقت کی بات ہے

جب میری عمر تقریباً پانچ سال کے لگ بھگ تھی۔ انسان کی یہ عمر ایسی ہوتی ہے کہ اُسے ہر لمحہ اپنی ماں کی توجہ، شفقت اور پیار بغیر کسی رکاوٹ و تاخیر درکار ہوتا ہے اور اِس میں ذرا سی دیر سے ہی بچے کا ردِعمل ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ چونکہ میری عمر کا تقاضا تھا اِس لیے بیدار ہونے کے بعد میری آنکھیں والدہ کو تلاش کرنا شروع کر دیتیں۔ میرے سامنے آج بھی وہ منظر بالکل روشن اور تازہ ہے کہ والدہ جائے نماز پر بیٹھی ہوتی اور درود شریف پڑھنے میں محو ہوتی یا نماز پڑھ رہی ہوتی۔ مجھے اُس وقت کچھ نہ کچھ کھانے کے لیے درکار ہوتا اور میں والدہ سے مانگتا رہتا۔ وہ سلام پھیرنے کے بعد درود شریف پڑھنے میں مشغول ہونے کی وجہ سے بات نہیں کرتی تھیں اور اشارے سے بتاتی تھیں کہ فلاں جگہ پر کھانے کی چیز پڑی ہے یوں بعض اوقات مجھے سمجھ آ جاتی لیکن کبھی کبھار مجھے سمجھ نہ آتی اور کافی تگ و دو کے بعد مجھے کچھ کھانے کے لیے ملتا۔ یہ سلسلہ والدہ کی وفات تک جاری رہا اور بعد ازاں والد صاحب کو بھی اُسی انداز میں تہجد پڑھتے ہوئے دیکھتا رہا۔ بالآخر چند سال کے بعد میں نے والد صاحب سے پوچھا کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں تو اُنہوں نے بتایا، ”صرف اِس لیے کہ ہمارے پیر جی (یعنی شیخ المشائخ، بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کا حکم ہے“۔ تب مجھے اُسی عمر میں یہ سمجھ آ گئی کہ پیر جی حضور کا فرمان اتنا زیادہ قیمتی اور اہم ہے کہ والد صاحب مکمل یقین کے ساتھ اُس پر عمل کرتے ہیں۔ بچکانہ ذہن کی وجہ سے مجھے ایسا محسوس ہوا کہ پیر جی حضور تو کوئی بھی حکم ارشاد فرما سکتے ہیں جسے بہر صورت ماننا لازم ہو گا لیکن جب مجھے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں شرفِ باریابی ملا اور زیارت نصیب ہوئی تو آپ کی صحبت و قربت میں وقت گذارنے کی سعادت بھی ملی جس کے دوران مجھ پر یہ انکشاف ہوا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے چاہنے والوں کو براہِ راست حکم نہیں دیتے تھے بلکہ اُن کے دل میں شوق و ذوق پیدا کر دیتے حتیٰ کہ بندہ خود ہی مائل ہو جاتا۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ براہِ راست کسی بات پر عمل کرنے کے لیے سختی سے کام نہیں لیتے تھے بلکہ مشورے والے انداز میں فرمایا کرتے تھے کہ ”ہم ایسے نہ کر لیں؟ آپ کا

کیا خیال ہے؟''یعنی اپنے **خدام** اور وابستگان کے لیے گنجائش کی **ایک** صورت رکھا کرتے تھے کہ **اگر** مخاطب کا اپنا ذہن بھی مائل ہو اور اُس کے لیے قابل قبول وعمل ہو تو پھر وہ تسلیم کرے اور **اگر** اُس کے لیے **ناگزیر** ہو تو وہ شرمسار **یا** ضمیر کی **ملامت** میں **گرفتار** نہ ہو بلکہ بآسانی متبادل **بات** کہہ سکے **یا** اپنی مرضی ظاہر کر دے۔ البتہ شاذ و نادر ہی ایسی صورتِ حال پیش آتی جس میں **با** قاعدہ **تا**کیداً اُسی **بات** پر عمل کرنے کا ارشاد **ہوتا**، یعنی **جب** مخاطب کو کسی غیر شرعی **یا** معصیت والے معاملے سے **بچانا** مقصود **ہوتا** جس کی اُسے سمجھ نہ ہوتی۔

بہر حال میرے لیے اِس فہم کی ابتداء اپنے والدین کی طرف سے تہجد کی ادائیگی اور درودِ **پاک** کے معمول کو مسلسل اور **با** قاعدگی کے ساتھ ادا کرتے دیکھ کر ہوئی۔ **جیسے** **جیسے** وقت گذرتا **گیا**، مجھے اِس حقیقت کو سمجھنے میں بھی آسانی ہوتی چلی گئی کہ محفل میلاد شریف کا انعقاد ہو، درود شریف پڑھنے کا معمول ہو **یا** تہجد وعبادات کا معاملہ ہو، اِن **سب** کے پس منظر میں **ایک** ہستی (یعنی **بابا** جی رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف سے **تا**کید و ہدایت **بنیادی** وجوہات میں سر**فہرست** ہے۔

حضور شیخ المشائخ **بابا** جی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے کائنات میں **سب** سے زیادہ اہمیت والی شے صرف اور صرف رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عشق و محبت کا **جذبہ** تھا۔ اِسی لیے آپ درودِ **پاک** پڑھنے اور محفل میلاد منانے کی تلقین اکثر **فرمایا** کرتے تھے۔ **بابا** جی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عمومی **طریقہ** تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ **منسوب** کوئی چیز، تحریر، تبرک **یا** کچھ بھی **ہوتا** تو آپ اُسے چومتے اور پھر اپنی آنکھوں کے ساتھ لگاتے تھے۔ ہر بیعت ہونے والے کو درودِ **پاک** کم از کم ۵۰۰ مرتبہ پڑھنے کی تلقین **فرمایا** کرتے تھے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمان **ہوتا** کہ ادب و محبت کے ساتھ **با** وضو قبلہ رُخ دوزانو بیٹھ کر درود شریف پڑھنا ہے۔ اکثر و بیشتر لوگ اپنے **دنیاوی** مسائل **جب** عرض کرتے تو اُن کو بھی یہی تلقین فرماتے کہ محفل میلاد شریف سجاؤ **یا** پھر درودِ **پاک** پڑھو۔ اللہ کریم ساری **پریشانیاں** دور فرما دے گا اور خیر ہی خیر ہی جائے گی۔

کئی مرتبہ میں نے **بابا** جی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں حاضری کے دوران دیکھا کہ آپ

درودِ پاک کے فضائل سنانے کے لیے کسی نہ کسی کو ارشاد فرماتے اور پھر ہر مرتبہ فضائل درودِ پاک سماعت فرما کر بہت زیادہ مسرت و شادمانی کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ درود شریف کی فضیلت پر مبنی چند ایسی احادیث اور واقعات بھی ہیں کہ جن کو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ ایک ہی نشست میں کئی کئی بار سنتے یعنی سنانے والا سناتا تو آپ خوشی کا اظہار فرماتے اور پھر کچھ دیر کے بعد ارشاد فرماتے کہ وہی بات دوبارہ سنائیں چنانچہ پھر سنتے اور خوشی کا اظہار فرماتے۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دادا جان اعلیٰ حضرت گنجِ کرم حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان بہت زیادہ پسند، محبوب اور مرغوب تھا، جس میں اُنہوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ ''درود شریف ہی اسمِ اعظم ہے'' یعنی لوگ کسی ایسے اسم یا وظیفے کی تلاش کرتے ہیں کہ جس کی وجہ سے اُن کی ہر دعا مقبول ہو جائے مگر حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے بقول ایسا وظیفہ درودِ پاک ہے کہ جس کی بدولت ہر دعا قبول ہو جاتی ہے۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا خود اپنے لیے بھی یہی طریقہ تھا کہ اگر کسی قسم کی کوئی مہم درپیش ہوتی یا کسی کام و مقصد کے لیے مَنت مانتے تو زیادہ تر محفل میلاد شریف سجانے کا ارادہ فرماتے جس میں درود شریف بھی شامل ہوتا۔ محفل میلاد منانے کے لیے اصل مقصد و مدعا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و چاہت و عشق اور وارفتگی سے لبریز دیوانگی و سرمستی رہتی چنانچہ آپ کئی مرتبہ مختلف واقعات بیان فرما کر یہ بات سمجھایا کرتے تھے کہ اصل چیز دل کا خلوص اور ارادے و نیت کی پختگی ہے۔ اِسی ضمن میں بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان بھی دنیا جہاں میں معروف اور زبان زدِ عام ہے کہ ''باقاعدگی سے محفل میلاد سجاؤ چاہے پانی کا صرف ایک گلاس ہی میسر کیوں نہ ہو'' اِس فرمان کے پس منظر میں وہی خلوص اور محبت و عشق سے لبریز نیت کو اصل اہمیت دی گئی ہے جبکہ دیگر انتظامات اور وسائل یعنی نشست و برخاست کیسی ہو، کھانے پینے کا انتظام کیسا ہو اور لوگ کتنے اور کیسے ہوں وغیرہ سب ثانوی اہمیت کے حامل ہیں جبکہ اصل بات محبتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے چنانچہ بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کی تلقین ہوتی تھی کہ چاہے اپنے

گھر کے کسی پاک وصاف کونے میں بندہ اکیلا بیٹھا ہو اور اُس کے سامنے صرف پانی کا ایک گلاس پڑا ہو مگر وہ محبت اور ادب واحترام کے ساتھ خود ہی تلاوت کرے، نعت شریف پڑھے، درود شریف پڑھے پھر آخر میں ختم شریف اور سلام پڑھ کر دعا مانگ لے تو یقیناً یہ بھی کافی ہے۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی تلقین، تاکید اور تبلیغ کا رنگ انتہائی پُر تاثیر اور باکمال تھا۔ مجھے یاد ہے کہ میں اپنے بچپن میں بھی جب کھانے پینے کی چیزیں یعنی ٹافی، بسکٹ، پھل وغیرہ لاتا تو دیگر بچوں کے ساتھ مل کر پہلے محفل میلاد شریف سجاتے اور پھر چیزیں کھاتے۔ گھر گھر محفل میلاد شریف کا انعقاد ہوتا۔ بچے بچے کی زبان پر نعتیں ہوتیں۔ محبتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اِس رنگینی کا ساری اعجاز بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی ترغیب وتبلیغ کے باعث تھا۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر مبارک کے اوائل کا ایک غالب حصہ اپنے گھر واقع ”گڑھی شاہو، لاہور“ میں گذارا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ رہائش گڑھی شاہو، لاہور کی مرکزی سڑک یعنی علامہ اقبال روڈ سے محض چند فرلانگ کے فاصلے پر واقع تھی۔ اِس رہائش سے کافی قریب گڑھی شاہو (لاہور) میں واقع ایک مشہور ٹریفک سگنل یا چوک ”بتی چوک“ بھی تھا۔ اگرچہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال مبارک سے قبل ہی اپنا ذاتی گھر (حویلی) اپنے چھوٹے صاحبزادے اور بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ گرامی، قبلہ بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا تھا۔ اِسی گھر (حویلی) میں حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری حیاتِ مبارک گذاری اور زندگی کے آخری ایام بھی یہاں ہی بسر کیے۔ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے گھر (حویلی) کو بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نام کر دیا تھا تاکہ کسی قسم کی کوئی قانونی پیچیدگی پیدا نہ ہو مگر اِس کے باوجود ذہنی خلفشار پیدا کرنے کے ماہر لوگ باز نہ آئے اور مختلف حیلے بہانوں سے بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے آرام میں خلل اور فتنہ پیدا کرنے کے لیے کوشاں رہے چنانچہ آپ نے اپنے بیٹوں کو حوادثِ فتنہ سے محفوظ رکھنے کے لیے گڑھی شاہو، لاہور میں نئ

رہائش گاہ بنوا کر منتقل کر دیا۔ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سیّدہ بے بے جی رحمۃ اللہ علیہا بھی حضرت کرماں والا شریف میں اپنے والدِ گرامی کی رہائش گاہ (حویلی) میں اپنے بھائی بابا جی پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ قیام پذیر تھیں یا پھر کچھ عرصہ اُن کے ساتھ گڑھی شاہو، لاہور والی رہائش گاہ پر بھی قیام ہوتا۔ یوں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ واقع گڑھی شاہو، لاہور بھی سرچشمہء روحانیت بن گئی تھی۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت اور پرورش بھی انہی دونوں جگہوں پر ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بزرگوں بالخصوص حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی یاد سے معطر جگہوں کا بے پناہ ادب احترام فرماتے۔ گڑھی شاہو، لاہور والی رہائش گاہ میں اپنے محبوب والدِ گرامی سے منسوب چیزوں اور تبرکات کے متعلق طبیعت مبارک میں حساسیت پائی جاتی تھی جبکہ حضرت کرماں والا شریف میں موجود ہر چیز کے ساتھ آپکی محبت وعقیدت اور دل لگی فطری انداز میں بہت ہی گہری اور مضبوط تھی۔

گڑھی شاہو، لاہور والی رہائش کو ایسے خدوخال اور خطوط پر تعمیر کیا گیا تھا کہ جس میں وابستگانِ حضرت کرماں والا شریف کی آمدورفت میں دِقت نہ ہو اور اگر بعض لوگ قیام کرنا چاہیں تو وہ بھی ممکن ہو چنانچہ میرے والدِ گرامی کئی مرتبہ مجھے اور مجھ سے بڑے بھائیوں کو ساتھ لے کر وہاں جایا کرتے اور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے شرف یاب ہوتے۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اُس رہائش گاہ میں تعمیر کردہ تہہ خانے میں اپنے بچپن کے بیلیوں کے ساتھ تشریف فرما ہوتے تھے۔ چونکہ آپ کو جسمانی کسرت (ورزش) پسند تھی لہذا اُسی تہہ خانے میں کافی عرصہ تک باڈی بلڈنگ والی مشینیں بھی نصب رہیں لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بعدازاں ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں گھر سے باہر جا کر ورزش کیا کرتا تھا تو باقاعدگی ہوتی تھی لیکن جب گھر میں ہی مشینیں رکھ لیں تو پھر باقاعدگی نہ رہ پائی بلکہ اِس وجہ سے کئی مرتبہ ورزش رہ جاتی تھی کہ مشینیں گھر میں ہی پڑی ہیں، کوئی بات نہیں، بعد میں کر لیں گے اور یوں ناغہ ہو جاتا تھا۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے دراصل یہ نکتہ سمجھانے کے لیے بات ارشاد فرمائی کہ بطورِ خاص

کسی کام کے لیے جاؤ تو بندہ وہ کام کر لیتا ہے ورنہ سستی کاہلی کا شکار ہو جاتا ہے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ بیلیوں کو تبلیغ کے حوالے سے نکلنے کے لیے سمجھا رہے تھے۔

اُس رہائش میں بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب والدِ گرامی بابا جی پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا قیام نچلی منزل پر واقع کمرے میں رکھا کیوں کہ آپ اپنی ہمشیرہ محترمہ اور حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سیّدہ بے بے جی رحمۃ اللہ علیہا کا بے پناہ ادب و احترام فرماتے تھے چنانچہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنا قیام عین اُسی جگہ رکھا جہاں آپ کے والدِ گرامی بابا جی پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے۔ یعنی بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو فطری اور غیر ارادی طور پر اپنے مرشد اور والدِ گرامی بابا جی پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بے پناہ محبت تھی۔

اُس رہائش میں ایک بنگالی "سیّد محمد یوسف شاہ صاحب" بھی رہتے تھے جو بنگالی لہجے میں بات کیا کرتے تھے اور منفرد اندازِ گفتگو ہونے کی وجہ سے مجھے بہت اچھا لگتا تھا کہ اُن کے ساتھ باتیں کروں۔ وہ کبھی کبھار بنگالی انداز میں سالن بھی پکایا کرتے تھے اور چائے کے بھی کافی شوقین تھے چنانچہ اُن کے کمرے کے ساتھ ہی چھوٹا سا کچن تھا۔ بہت نفیس اور صاف ستھرے انداز میں رہتے تھے۔ اُن کا واقعہ کچھ یوں تھا کہ بنگلا دیش بننے سے پہلے وہ بذریعہ ریل گاڑی کام کاج کی تلاش میں کراچی جا رہے تھے، لڑکپن کا دور تھا، ریل گاڑی کے کیبن میں ذرا گرمی لگی تو ہوا کھانے کے لیے دروازے میں آ کر بیٹھ گئے۔ گرمی اور حبس کا موسم تھا، ہوا کھاتے کھاتے نیند کا جھونکا آیا تو منہ کے بل چلتی گاڑی سے نیچے جا گرے۔ اب اُن کی قسمت ایسی تھی کہ جہاں وہ ریل گاڑی سے گرے، وہ مقام حضرت کرماں والا کی حدود میں تھا۔ پھر مزید یہ کہ عین اُسی وقت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کرماں والا شریف سے لاہور کے لیے روانہ ہوئے تھے، مجمع اور شور کی وجہ سے گاڑی رکوا کر پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ کوئی بنگالی لڑکا ریل گاڑی سے نیچے گر گیا ہے، سارے جسم کی ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں مگر سانس چل رہی ہے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد

فرمایا کہ فی الفور اُسے اٹھا کر لاؤ اور گاڑی میں ڈال کر لاہور چلے گئے جہاں ہسپتال میں داخل کروایا اور علاج معالجہ شروع ہوگیا۔ اُس لڑکے کی عمر ابھی باقی تھی چنانچہ تقریباً سال سے دوسال کا عرصہ لگ گیا مگر آہستہ آہستہ وہ ٹھیک ہوتا گیا۔ اِسی دوران بنگلہ دیش بن گیا اور حالات یکسر بدل گئے۔ جب تک اُس بنگالی لڑکے نے بات سمجھنا اور سمجھانا شروع کیا اور بولنا شروع کیا تو سرحدیں تبدیل ہوگئیں اور ویسے بھی اُس کے پاس کوئی کاغذ یا کارڈ وغیرہ بھی نہیں تھا چنانچہ وہ بنگالی لڑکا جس نے اپنا نام ''سیّد محمد یوسف شاہ'' بتایا تھا، وہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گڑھی شاہو لاہور میں ہی رہ گیا، جہاں اُس کا نیا شناختی کارڈ بنوایا گیا اور پھر دہائیوں کے بعد جب وہ حضرت کرماں والا شریف منتقل ہوا تو اُسے کریانہ سٹور بنا کر دے دیا گیا، وہ کاروبار کرنے لگا اور پھر کافی پیسے جمع کر کے اُس نے بنگلہ دیش کا دورہ بھی کیا جہاں خاندان والوں سے میل ملاقات کی مگر اُن کے ساتھ رہنے کی بجائے واپس حضرت کرماں والا شریف آ گیا۔ بالآخر زندگی کا وقت پورا ہونے پر حضرت کرماں والا شریف میں رہنے والے یوسف شاہ جی دکاندار بھی خالقِ حقیقی سے جا ملے اور حضرت کرماں والا شریف کے قبرستان میں ہی اُن کی تدفین ہوئی۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اکثر و بیشتر یوسف شاہ جی کا حال احوال دریافت فرماتے رہتے تھے اور اُن کی خبر گیری کے لیے انتظامیہ دربار شریف اور خدام کو تاکید بھی فرمایا کرتے تھے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کے وصال پر کافی دُکھ اور رنج کا اظہار کیا اور اُن کے لیے دعائے مغفرت بھی فرمائی تھی۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اوائل جوانی میں جہاں جوش و جذبہ سے معمور تھے وہاں آپ بے حد زیادہ ادب و احترام کا مرقع بھی تھے۔ آپ کے انداز و اطوار، گفت و شنید، نشست و برخاست، چال چلن، عادات، معمولات اور سفر و حضر میں ہر چیز سے ادب و احترام ہی جھلکتا تھا۔ آپ عوام الناس میں ہر چھوٹے بڑے کو عزت و احترام سے نوازتے تھے تو یقیناً اللہ کے پیاروں خاص طور پر انبیاء، صحابہ، اہل بیت اور اولیاء کے لیے تو ادب کسی بحرِ بے کنار کی

طرف موجزن تھا۔ اِسی طرح اپنے بزرگوں کے پیرخانہ یعنی شرق پور شریف کے لیے بھی بے پناہ ادب واحترام سے مستفیض تھے جبکہ اپنے دادا جان اعلیٰ حضرت گنج کرم، حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب چیزوں کا بھی بہت زیادہ ادب واحترام فرماتے۔ میں نے اپنے بچپن سے ہی یہ دیکھا کہ جب کبھی بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا جان حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ (حویلی) میں کسی جگہ سے گذرتے تو بعض مقامات پر نسبتاً احتیاط فرماتے۔ میں نے کمسنی اور تجسس کے باعث غور کیا کہ حویلی کے عقبی باغ میں ایک جگہ پر چبوترہ سا بنا ہوا ہے، میں کافی سوچا کرتا تھا کہ آخر یہ کیا اور کیوں ہے لیکن پھر ایک بار جب بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں سے گذرتے دیکھا تو آپ وہاں رُکے اور اُس چبوترے کو دونوں ہاتھ لگا کر چوم لیے۔ بالآخر میں نے ایک بزرگ بیلی سے اِس کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ یہ چبوترہ اعلیٰ حضرت گنج کرم حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ یا قیام والے کمرہ کی عقبی طرف واقع ہے اور اسی مقام پر حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کو آخری غسل دیا گیا تھا جس کے بعد اِس جگہ کو محفوظ کر دیا گیا چنانچہ اِسی لیے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ جب وہاں سے گزرتے ہیں تو اُسے ہاتھ لگا کر چومتے ہیں۔ اِسی طرح حویلی میں دو یا تین مقامات ایسے تھے کہ جہاں حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ اکثر و بیشتر تشریف فرما ہوتے اور آنے والے بیلیوں کے ساتھ ملاقات فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن مقامات کا بھی خاص خیال فرماتے تھے۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے خصوصی طور پر تاکید فرمائی تھی کہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے استعمال میں رہنے والی اشیاء کو آپ کے قیام والے کمرے میں ہی محفوظ رکھا جائے تا کہ بعد میں آنے والے لوگ تبرکات کی زیارت کر سکیں۔ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اوائل عمر سے ہی اپنے دادا جان حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک طریقہ پر کاربند ہو گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات بہت زیادہ پسند تھی کہ اپنے دادا جان و مرشد حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور طریقہ کو اپنائے رکھیں اور اُسی طریقہ کے مطابق

معمولاتِ زندگی کو بسر کریں چنانچہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا جان حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے پرانے دیرینہ بیلیوں سے نہایت باریک بینی کے ساتھ باتیں کرتے اور اُن سے معلومات لیکر عمل پیرا ہوتے۔ میں نے اِس بات کو بہت زیادہ نوٹ کیا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ جب بھی اپنے جوتے اُتارتے تو مکمل توجہ کے ساتھ اپنا رُخ قبلہ شریف کی طرف کرتے اور جوتوں کا رُخ بھی قبلہ کی طرف کر کے ہی اُتارتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ عمل اتنے زیادہ تواتر اور باقاعدگی کے ساتھ کرتے تھے کہ آپ کے ساتھ رہنے والے بھی بے اختیار غیر ارادی طور پر اسی عمل پر گامزن ہو جاتے تھے۔ دراصل حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کا یہ طریقہ تھا کہ آپ ہر شے کا رُخ یا منہ قبلے کی طرف کرواتے تھے۔ آپ کی محفل یا مجلس میں جو چیز پڑی ہوتی، اُس کا رُخ قبلہ کی طرف ہوتا۔ چنانچہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں بھی یہی اَمر غالب رہتا اور آپ اِس پر مداومت اور ہمیشگی فرماتے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اِس طریقہ کو بہت زیادہ پسند فرماتے اور اِس کے متعلق کبھی کبھی اِرشاد فرماتے کہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے اِس عمل مبارک میں بہت بڑا راز پوشیدہ ہے کہ چیزیں قبلہ رُخ کرتا کرتا بندہ خود بھی اور اُس کا قلب بھی اپنے ربِ کریم کی طرف متوجہ رہنے لگتا ہے اور ہر وقت یادِ الٰہی میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ گڑھی شاہو، لاہور والی رہائش گاہ میں قیام کے دوران بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے اکثر و بیشتر بڑے عظیم اولیاء اور جید علماء بھی آیا کرتے تھے۔ یہ رہائش گاہ ’’کرماں والا ھاؤس‘‘ کے نام سے موسوم تھی اور یہ نام بیرونی گیٹ پر نمایاں حروف میں لکھا ہوا تھا۔ آس پاس رہنے والے لوگ بھی اِس جگہ اور رہائش کے مکینوں کی وجہ سے بے حد قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اِسی رہائش گاہ پر تاجدارِ آستانہ عالیہ گجومتہ شریف حضرت پیر سیّد امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملاقات کے لیے آیا کرتے تھے اور عینی شاہدین کے مطابق اپنے مرشد کے شہزادوں یعنی بابا جی پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری اور حضور بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی انتہائی تعظیم کے باعث کئی کئی گھنٹے اُن کے انتظار میں بیٹھے رہتے تھے۔

☆ سیّد رفیع احمد

حقوق اللہ، حقوق العباد
امتحانی پرچے کے حوالے سے

مَیں بچوں کو پڑھاتا رہا ہوں۔ ذیل میں اُن کے اِمتحانی پرچے کے حوالے سے بات کرتا ہوں۔ اگر ایک پرچہ 100 نمبر کا ہو، اس کا پہلا سوال لازمی اور 20 نمبر کا ہو باقی سوال 80 نمبر کے ہوں تو جو طالب ِعلم پہلا سوال حل نہ کرے اور باقی سوالوں کے بہترین جواب دے تب بھی وہ فیل ہو جائے گا۔ کفار و مشرکین جو دنیا میں اِنسانیت کی بہترین خدمت کرتے ہیں یعنی حقوق العباد کا بہت خیال رکھتے ہیں، ان کا شمار ایسے طلبائے علم میں ہو گا جو لازمی سوال کا جواب نہیں لکھتے، باقی سوالوں کا جواب بہترین لکھتے ہیں تو وہ اللہ کے یہاں جا کر فیل ہو جائیں گے۔ اسی طرح جو طالب ِعلم پہلا سوال بہت اچھا حل کرے اور باقی سوالوں کے جواب نہ لکھے یا نامکمل لکھے تو یقیناً وہ طالب ِعلم بھی فیل ہو جائے گا۔ یہ مثال اُن مسلمانوں کی ہے جو تسبیحات، نمازوں وغیرہ کا تو بہت خیال کرتے ہیں، اپنا روپ اور لباس وغیرہ بھی سنت ِرسول ﷺ کے مطابق بنا لیتے ہیں لیکن حقوق العباد کا خیال بالکل نہیں کرتے تو وہ بھی اللہ کے یہاں فیل ہو جائیں گے لہٰذا وہ طالب ِعلم جو پہلے سوال کا بھی معقول جواب لکھتا ہے اور بقیہ سوالوں کے جوابات بھی تسلی بخش دیتا ہے وہ ہی اِمتحان میں کامیاب ہو گا۔ پس وہ لوگ جو دِل سے ایمان لے آتے ہیں۔ فرائض و واجبات کی حد تک اللہ کی عبادت کر لیتے ہیں لیکن حقوق العباد کا بہت خیال رکھتے ہیں وہ اللہ کے یہاں کامیاب ہو جائیں گے۔ اب ذرا سوچیے کہ ایک طالب ِعلم کو

پہلے سوال کی تیاری کے لیے زیادہ وقت دینا ہوگا یا باقی 80 نمبر کے سوالوں (جو چار سے 8 ہو سکتے ہیں) کی تیاری کے لیے زیادہ وقت دینا ہوگا؟ یقیناً زیادہ سوالوں کے جوابات یاد کرنے کے لیے زیادہ وقت درکار ہوگا اور زیادہ محنت کرنا پڑے گی بہ نسبت ایک سوال کے۔ اگر ہم پہلا سوال جو لازمی ہے حقوق اللہ کا رکھ لیں اور باقی سوال حقوق العباد کے رکھ لیں تو جو مسلمان زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت میں گُزارتا ہے لیکن حقوق العباد کی فکر کرتا ہے اور نہ ہی انھیں ادا کرنے کے لیے وقت نکالتا ہے تو اس کے فیل ہونے کے بہت زیادہ اِمکانات ہیں۔

اللہ کی عبادت تو ملائکہ دِن رات کر رہے ہیں۔ حیوانات، نباتات، جمادات سب ہی اس کی عبادت میں مصروف ہیں، اگر کوئی شخص نہ بھی کرے تو اللہ کی شان میں فرق نہیں پڑتا، کوئی کمی نہیں آتی، نہ ہی عبادت کی کثرت سے اس کی شان میں اِضافہ ہوتا ہے، وہ ان تمام حاجات سے بالاتر ہے۔ وہ کسی کی بشمول اِنسانی عبادت کا محتاج نہیں، محتاج تو اُس کے بندے ہیں جن کے حقوق کا زیادہ خیال کرنا ہوگا۔ اُن کے حقوق میں کمی بیشی سے اُن کو ضرور فرق پڑے گا۔ اگر ہم نے دِل سے کلمہ طیبہ پڑھ لیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آخری نبی مان لیا۔ اللہ کو رب اور واحد مان لیا، فرشتوں کا اِقرار کرلیا، الہامی کتابوں اور یومِ حساب پر ایمان لے آئے، جنت دوزخ کو تسلیم کرلیا۔ دِن میں پانچ وقت کی نمازیں ادا کرلیں۔ رمضان کے روزے رکھ لیے۔ قرآن کی تلاوت کرلی۔ صاحبِ نصاب ہوئے تو زکوٰۃ دے دی، صاحبِ حیثیت ہوئے تو حج کرلیا۔ تو ان شاءاللہ اُمید ہے کہ پہلے سوال کے 20 نمبر نہیں تو 18 تو مل ہی جائیں گے لیکن باقی 8 سوالوں کے نمبر تو اللہ کے بندے دیں گے۔ وہ خوش ہوگئے تو پورے پورے نمبر دے دیں گے اور ناراض ہوئے تو فیل کر دیں گے۔ اِس کا اِختیار اللہ نے اپنے پاس نہیں رکھا بل کہ اپنے بندوں کے اِختیار میں دے دیا ہے تو وہ بڑی مشکل سے نمبر دیں گے۔ کیوں کہ وہ اللہ کی طرح رحیم وکریم بھی نہیں ہیں۔ لہٰذا اِمتحان دینے والے کو بہت احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ تھوڑی سی لغزش سے بھی فیل ہونے کے اِمکانات رہیں گے۔

حقوق العباد کیا ہیں ہم سب ہی کو ان کا علم ہے۔ دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ باقاعدگی سے نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، حج و عمرہ کرتے ہیں قرآن پڑھتے ہیں، نوافل ادا کرتے ہیں اور ہاتھوں میں تسبیح لیے پھرتے ہیں، غرض یہ کہ اللہ کی خوب عبادت کرتے ہیں مگر جھوٹ بولتے ہیں، غیبت کرتے ہیں، دھوکا دیتے ہیں خود غرضی کا مظاہرہ کرتے ہیں دنیاوی مفادات کے پیچھے دوڑتے ہیں، دِل آزاری کرتے ہیں۔ غرض یہ کہ اللہ کے بندوں کے حقوق خوب پایمال کرتے ہیں اور اللہ کی عبادت کی وَجہ سے خوشی میں مبتلا رہتے ہیں کہ بخشش تو اُن کی ہو ہی جائے گی۔ یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ اللہ نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ مَیں بندوں پر بندوں کے حقوق معاف نہیں کروں گا اور اگر وہ دنیا میں اِس کی تلافی نہ کر سکے تو یومِ حساب نیکیوں اور گناہوں کے تبادلوں سے ادا کرواؤں گا۔ مظلوموں کا اُن ظالموں سے اُن کی نیکیاں لے کر یا مظلوم کے گناہ اُن کو دے کر پورا پورا دِلواؤں گا۔ اِس لیے مظلوم نقصان میں نہیں رہیں گے بل کہ ظالم سراسر نقصان میں رہیں گے۔ بس چند روز کی زندگی میں وہ خوش فہمی میں مبتلا ہو لیں اِس کے بعد تو اُن کے لیے اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ اِن باتوں پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ جب تک حیات ہے مظلوم سے معافی مانگنے اور اس کا حق ادا کرنے کی مہلت ہے اور زندگی کا چراغ کس وقت بجھ جائے کسی کو خبر نہیں۔ اللہ ہمیں حقوق العباد کو سمجھنے اور انھیں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ رِشتہ داروں سے رِشتہ قائم رکھنا بھی حقوق العباد میں ہے۔ باری تعالیٰ کا حکم ہے: ترجمہ: اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے اندیشہ رکھتے ہیں۔ (سورۃ الرعد، آیت 21)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ترجمہ: اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کِیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمھیں دیکھ رہا ہے۔ (سورۃ النسا، آیت 1)

حضور ﷺ نے فرمایا: اپنا شجرۂ **نسب** اتنا سیکھو جس سے صلہ رحمی کر سکو کیوں کہ صلہ رحمی اپنے لوگوں میں محبت کا سبب ہے، اِس سے مال میں زیادتی اور عمر میں **برکت** ہو گی۔ (بخاری مسلم)

آپ ﷺ نے **ایک** مرتبہ فرمایا: کوئی رِشتہ دار تم سے رِشتہ توڑے تو تم جوڑو، وہ برائی کرے تو تم اچھائی کرو۔ **ایک** مقام **پر** حضور ﷺ نے **باپ** کی رضا کو اللہ کی رضا قرار دیا۔ آپ ﷺ نے بہترین **سلوک** کا حقدار ماں کو تین مرتبہ اور **باپ** کو چوتھی مرتبہ قرار دیا۔ **ایک** مقام **پر** آپ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کا اپنے **باپ** کے دوستوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا **سب** سے بڑی نیکی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ شریف میں اپنا **سب** سے پسندیدہ **باغ** اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے چچا کے بیٹوں اور رِشتہ داروں میں حضور ﷺ کو بتا کر تقسیم کر دیا تھا اور آپ ﷺ نے اس عمل کو پسند فرمایا تھا۔ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ **بنت الحارث** رضی اللہ عنہا نے **ایک** لونڈی آزاد کر دی، **جب** آپ ﷺ کو پتا **چلا** تو آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ یہ **لونڈی اگر** تم اپنے ماموؤں کو دے دیتیں تو تمھارے لیے زیادہ ثواب **کا باعث ہوتا**۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ رِشتہ کاٹنے والا **جنت** میں نہیں جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس قوم میں قاطع رحم ہوتا ہے اس **پر** رحمتِ الٰہی نہیں اُترتی۔ (بیہقی)

آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی زبان سے بندوں **پر** ظلم نہ کرنے کی عملی تعلیم کو اِن الفاظ میں ادا فرمایا: اے میرے بندو! مَیں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کِیا ہے اور اس کو تمھارے درمیان بھی حرام کِیا ہے تو تم آپس میں **ایک** دوسرے **پر** ظلم نہ کرنا۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ روزِ قیامت بعض لوگ ایسے اعمال **لائیں** گے جو اُن کے خیال میں مکہ مکرمہ کے پہاڑوں سے زیادہ بڑے ہوں گے لیکن **جب** وہ تولے **جائیں** گے تو اُن میں وزن کچھ نہ ہوگا۔ مقصد یہ ہے کہ اُنھوں نے اللہ کی عبادت تو خوب کی ہو گی

لیکن اُس کے بندوں کے حقوق کا کچھ خیال نہ کِیا ہوگا۔

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک نیک شخص امانت دار خراسان کے رہنے والے تھے۔ لوگ اُن کے پاس اپنی امانتیں رکھوایا کرتے تھے۔ ایک شخص اُن کے پاس دس ہزار اشرفیاں رکھوا کر اپنی کسی ضرورت سے سفر میں چلا گیا، جب وہ سفر سے واپس آیا تو اُس خراسانی کا انتقال ہو چکا تھا۔ اُن کے اہل وعیال سے اپنی امانت کا حال پوچھا، اُنھوں نے لاعلمی ظاہر کی، اُن کو بڑی فکر ہوئی کہ بہت بڑی رقم تھی۔ اُس نے علمائے مکہ مکرمہ کے ایک مجمع سے، جو اُس وقت مکہ میں اِتفاق سے موجود تھا، مسئلہ پوچھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اُنھوں نے کہا کہ وہ آدمی تو بڑا نیک تھا، ہمارے خیال میں جنتی تھا۔ تُو ایک ترکیب کر، جب آدھی یا تہائی رات گذر جائے تو زمزم کے کنویں پر جا کر اُس کا نام لے کر اُس سے دریافت کر۔ اُس نے تین دِن تک ایسا کِیا مگر وہاں سے کوئی جواب نہ ملا۔ اُس نے پھر جا کر اُن علما کرام سے تذکرہ کِیا۔ اُنھوں نے اِنَّا لِلّٰہ پڑھا اور کہا کہ ہمیں تو یہ ڈر ہو گیا ہے کہ وہ شاید جنتی نہ ہو۔ تُو فلاں جگہ جا وہاں ایک وادی ہے جس کا نام برہوت ہے اُس میں ایک کنواں ہے۔ اُس کنویں پر آواز دے، اُس نے ایسا ہی کِیا وہاں سے پہلی ہی آواز میں جواب ملا کہ تیرا مال ویسا ہی محفوظ رکھا ہے، مجھے اپنی اولاد پر اِطمینان نہ ہوا اِس لیے مَیں نے فلاں جگہ مکان کے اندر اُس کو گاڑ دیا ہے۔ میرے لڑکے سے کہہ تجھے اُس جگہ پہنچا دے، وہاں سے زمین کھود کر اُس کو نکال لے۔ چناں چہ اُس نے ایسا ہی کِیا اور مال مل گیا۔ اُس شخص نے وہاں بہت تعجب کِیا اور اُس نیک آدمی سے دریافت کِیا کہ تُو تو بہت نیک آدمی تھا تو یہاں کیوں پہنچ گیا۔ کنویں سے آواز آئی کہ خراسان میں میرے کچھ رِشتہ دار تھے جن سے مَیں نے قطع تعلق کر رکھا تھا اِسی حالت میں میری موت آ گئی، اس کی گرفت میں مَیں یہاں پڑا ہوا ہوں۔ لہٰذا ہمیں قطع رحمی سے بچنا چاہیے۔

نوٹ: مذکورہ قصہ لوگوں کو ترغیب دِلانے کے لیے بیان کِیا گیا ہے کہ ہمیں قطع رحمی نہیں کرنا چاہیے۔ یہ قصہ درست ہے یا غلط، اللہ بہتر جانتا ہے۔

اللّٰھم صلِّ علیٰ محمدِ النبیّ الامیّ وعلیٰ الہٖ وسلم تسلیما

فضائل درود شریف

باران رحمت

☆ حدیث 10

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مجھ پر درود پاک پڑھو کیونکہ مجھ پر درود پڑھنا تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے اور تمہارے باطن کی پاکیزگی ہے اور جو مجھ پر ایک بار بھی درود پڑھے گا، اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا۔ (القول البدیع)

☆ حدیث 11

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر درود پاک پڑھنے والے کو پل صراط پر عظیم نور عطا ہوگا اور جس کو پل پر نور عطا ہوگا وہ اہل دوزخ سے نہ ہوگا۔

☆ حدیث 12

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو مجھ پر ایک بار درودِ پاک پڑھے، اللہ تعالیٰ اسکے لئے، اس کے بدلے میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور یہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

☆ حدیث 13

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے چار پانچ افراد دن رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نہیں ہوتے تھے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی جائے۔ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر سے نکلے تو میں بھی ان کے پیچھے ہولیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی اور سر سجدے میں رکھا اور سجدہ اتنا لمبا کیا کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک پرواز کر گئی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک اٹھایا اور مجھے بلا کر فرمایا تجھے کیا ہوا؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ اتنا لمبا کیا کہ میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کو قبض کر لیا ہے، اب میں آپ کو کبھی نہ دیکھ سکوں گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انعام کیا تو میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔انعام یہ ہے کہ میری اُمت میں سے جو کوئی مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹا دے گا۔(القول البدیع)

☆ حدیث 14

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بندہ مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اب بندے کی مرضی ہے کہ وہ درود پاک کم پڑھے یا زیادہ پڑھے۔(القول البدیع)

☆ حدیث 15

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ باہر کھلی فضا میں تشریف لے گئے اور کوئی پیچھے جانے والا نہیں تھا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیکھ کر گھبرائے اور لوٹا لے کر پیچھے ہو لئے تو دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بالا خانہ میں سربسجود ہیں۔حضرت

عمر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئے اور جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک اٹھایا تو فرمایا اے عمر! تو نے بہت اچھا کیا جب کہ تو مجھے سر بسجود دیکھ کر پیچھے ہٹ گیا۔ میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ اے اللہ تعالیٰ کے حبیب (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! جو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک بار درود پاک پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔ (سعادت الدارین)

☆ حدیث 16

سیدنا ابو کاہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابو کاہل! جو شخص مجھ پر ہر دن اور ہر رات کو تین مرتبہ میری محبت اور میری طرف شوق کی وجہ سے درودِ پاک پڑھے تو اللہ پر حق ہے کہ اسکے اس دن اور رات کے گناہ بخش دے (القول البدیع)

حدیث 17

ایک روایت میں ہے، کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ فرمائیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر درود پاک ہی وظیفہ بنا لوں تو کیسا رہے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تُو ایسا کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا و آخرت کے تیرے سارے معاملات کے لئے کافی ہے۔ (القول البدیع)

☆ حدیث 18

ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے قران کریم پڑھا اور اپنے رب کریم کی حمد کی اور مجھ پر درود پاک پڑھا تو اس نے خیر کو اپنی جگہوں سے ڈھونڈ لیا۔ (القول البدیع)

☆ حدیث 19

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم دربارِ نبوت میں حاضر تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا۔ اور عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے قریب ترین اعمال کیا ہیں؟ آپ نے

فرمایا: سچ بولنا اور امانت کا ادا کرنا۔ عرض کیا گیا حضور کچھ اور ارشاد فرمائیے۔ فرمایا: تہجد کی نماز اور گرمیوں کے روزے پھر میں نے عرض کیا حضور کچھ اور ارشاد فرمائیے۔ فرمایا: ذکر الٰہی کی کثرت کرنا اور مجھ پر درودِ پاک پڑھنا فقر کو دور کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا کچھ اور ارشاد فرمائیے، فرمایا: جو کسی قوم کا امام بنے تو ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ مقتدیوں میں کچھ لوگ بوڑھے بھی ہوتے ہیں، بیمار بھی، بچے بھی اور کام کاج والے بھی ہوتے ہیں۔ (القول البدیع)

☆ حدیث 20

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے، اس میں سے کچھ بھی اوپر نہیں جاتا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درودِ پاک پیش نہ کیا جائے۔ (ترمذی شریف)

☆ حدیث 21

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو مجھ پر ایک بار درودِ پاک پڑھے، اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک قیراط اَجر لکھتا ہے اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے۔ (القول البدیع)

☆ حدیث 22

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز تم میں سے وہ شخص ہر مقام و جگہ پر میرے زیادہ قریب ہو گا جس نے مجھ پر درود پاک کی کثرت کی ہو گی اور جو تم میں سے جمعہ کے دن اور رات مجھ پر درود پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کی ۱۰۰ حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ستر حاجتیں آخرت کی اور تیس دنیا کی، پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے جو کہ اس درود پاک کو لے کر میرے دربار میں حاضر ہوتا ہے جیسے تمہارے پاس ہدیے آتے ہیں اور وہ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ یہ درودِ پاک کا ہدیہ فلاں اُمتی نے جو فلاں کا بیٹا اور فلاں قبیلے کا ہے، اُس نے بھیجا ہے تو میں اُس درودِ پاک کو نور کے سفید صحیفے میں محفوظ کر لیتا ہوں۔ (سعادت دارین)

پیر محمد علی شاکر طیبی
پاکپتن شریف

حضرت کرماں والے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے بیلی

حضرت صوفی شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ

اِس عالمِ رنگ بُو میں کیسی کیسی صورتیں جلوہ گر ہوئیں اور اپنی جھلک دِکھا کر پنہاں ہوگئیں۔ برصغیر پاک ہند کے عظیم ولی کامل اعلیٰ حضرت گنجِ کرم پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ (آلِ نبی اولادِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم) کی نگاہِ کرم سے نجانے کتنے لوگ کامل واکمل بنے۔ ان میں سے ایک نام حضرت صوفی شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے جن کی زندگی مرشدِ کامل کی نگاہ سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عشق الٰہی میں ایسے بسر ہوئی کہ وہ اپنے اکابرین کی تصویر بن گئے۔ نماز، تہجد اور وظائف کی پابندی کے علاوہ لباس واطوار، اٹھنے بیٹھنے میں اپنے مرشد کا نمونہ تھے اور اُن کا ذکر جوش ومحبت میں کثرت سے کرتے۔

آپ کی ولادت ۱۸۹۸ بمطابق ۱۳۱۹ ھ میں سکھیرا فیملی میں ہوئی۔ آپکے والد حضرت بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کاشت کاری کرتے تھے۔ آپ نے ۹ سال کی عمر میں قرآن کریم پڑھ لیا۔ ظاہری تعلیم مکمل کرنے کے بعد مرشد کامل کی تلاش میں سرگرداں رہے، مختلف درگاہوں پر حاضری دی جن میں خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مزار قابلِ ذکر ہیں۔ اسی تلاش میں تاجدارِ شرق پور شریف، حضرت میاں شیر محمد شرق پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو میاں صاحب نے کمالِ شفقت سے ارشاد فرمایا، صوفی جی! آپکا حصہ کرمونوالا (انڈیا) میں شاہ صاحب کرماں والے کے پاس ہے چنانچہ آپ کرمونوالا (انڈیا) حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

پاس حاضر ہوئے، آپ نے نگاہِ کرم خصوصی سے نوازا اور اپنے پاس ہی رکھ لیا۔ آپ اپنے مرشد کریم حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہے اور منازلِ سلوک طے کرتے رہے۔ مرشد کریم کے حکم پر شادی کی اور مرشد کریم کے حکم پر وعظ کہنا شروع کیا۔ دہلی کی جامع مسجد میں بطور خطیب جمعہ پڑھانے لگے۔ پھر مرشد کریم نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر حاضری کا حکم دیا تو خود صوفی صاحب اپنے سفر کی روداد سناتے ہیں جسے صوفی محمد شریف صاحب (بہاولنگر) صوفی محمد رفیق (بورے والا) سید محمد سہو (پاکپتن) مولانا منیر احمد ۱۲۶ ای ایس پی نے سنا اور بیان کرتے ہیں کہ صوفی صاحب نے بتایا کہ طویل سفر اور مسلسل روزوں کی وجہ سے بھوک نے بیتاب کیا اور نقاہت ہوگئی۔ دور دور تک آبادی کا نام ونشان نہ تھا۔ صحرا میں تازہ اور گرم گرم روٹیاں اور پیاز کپڑے میں لپٹے ایک جھاڑی سے ملے مگر رکھنے والا نظر نہ آیا چنانچہ عطیہ خداوندی سمجھ کر بسم اللہ شریف پڑھ کر کھالیا تو مکاشفات کے لیے سارے حجابات اُٹھ گے۔ مجدد پاک کے مزار کے کمرے میں ساری رات تنہا گزاری۔ واپسی پر مرشد کریم نے خود پوچھا، صوفی جی کھانا کیسا تھا؟ آپ کے مرشد حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ صوفی صاحب پر اس قدر راضی تھے کہ اِن کے علاقے سے جو لوگ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوتے تو آپ فرمایا کرتے، اُدھر صوفی جی کو ہی مل لیا کریں، اُن سے ملنا، ہمیں ہی ملنا ہے۔ یہ مرشد کا اندازِ محبت تھا۔

قیامِ پاکستان کے بعد حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں ہجرت کر کے پاکپتن شریف آگئے اور مرشد کریم کے حکم سے پاکپتن شریف کو ہی مستقل مسکن بنالیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سنتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عشق تھا اور ہر کام میں سنت کا اہتمام فرماتے تھے۔ درج ذیل دو جملے اکثر و بیشتر آپ کی زبان پر جاری رہتے۔

1۔ تن مہینے خلقت رَجی ویکھ شاہ کنعانی ۔ جنہاں ڈِٹھا پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم رَجے دونویں جہانی

2۔ میرے پیر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ دی بڑی شان اے

ہر آنے والے کو پوری توجہ ملتی ۔ بڑے بڑے نافرمانوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا۔ مہمانوں کی خدمت خود اپنے دستِ مبارک سے کرتے۔ رات ٹھہرنے والوں کی طرف مہمان خانے کا خود چکر لگاتے کہ کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ کثرت سے ذکر اسم ذات کرتے۔

عینی شاہدین کے مطابق ذکر کرتے وقت جسمِ اطہر کا انگ انگ الگ ہو جاتا۔ ایک رات خادم نے بکھرا دیکھ کر شور کر دیا کہ صوفی جی کو کوئی قتل کر گیا ہے، سارے دوڑے آئے جبکہ آپ مصلے پر بیٹھے اللہ اللہ کر رہے تھے۔ ایک مرید عبید اللہ (اسلام آباد) بیان کرتا ہے کہ مجھے حکم دیا تہجد پڑھا کرو نیز فرمایا کرتے کہ جو محبت الٰہی کا دعویٰ کرے اور پچھلی رات سویا رہے وہ جھوٹا ہے۔ میں نے کہا کہ آنکھ نہیں کھلتی ۔ فرمایا ہم جگا دیا کریں گے چنانچہ عین تہجد کے وقت کانوں میں صوفی صاحب کی آواز آتی اور آپ کے وصال کے بعد اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

ایک واقعہ آپ کے دیرینہ دوست حضرت صوفی پیر بخش چشتی رحمۃ اللہ علیہ (بورے والا) سے بھی منقول ہے کہ پیر گنج بخش ۱۳ ایس پی نے صوفی صاحب کے لیے الگ بستر بنا رکھا تھا۔ جب آپ نے قیام کرنا ہوتا تو بستر بچھایا جاتا۔ (عام استعمال نہ ہوتا)۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیّد اکبر شاہ صاحب گاؤں میں ٹھہرے۔ پیر گنج بخش چشتی صاحب نے سیّد ہونے کی وجہ سے وہ بستر پیش کیا۔ سرد رات تھی شاہ صاحب نے رضائی منہ پر لی اور فوراً کہا، چشتی صاحب چشتیاں دے گھر نقشبندی بستر۔ انہوں نے بتایا کہ یہ صوفی صاحب کا بستر ہے۔ آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کرم مجھ پر ہوئی تو میں جو کچھ سوچتا تھا وہ کام ہو جاتا۔ حتیٰ کہ مسجد میں صف بچھانے کا خیال آتا تو صف خود چل کر بچھ جاتی۔

حاجی محمد علی بیان کرتے ہیں کہ میں پاکپتن شریف حاضر تھا۔ کبھی کبھی پیٹ میں شدید درد ہوتا تھا۔ وہاں قیام کے دوران پھر درد شروع ہو گیا تو صوفی صاحب سے عرض کیا گیا کہ دَم کر دیں، لڑکا تڑپ رہا ہے چنانچہ آپ نے چٹکی کاٹی تو درد غائب ہو گیا اور پھر زندگی بھر نہیں ہوا۔

صوفی محمد شریف (بہاولنگر والے) جو ۵۰ سے زائد سالوں سے محبتوں کا خراج پیش

کرتے ہیں (اللہ سلامت رکھے) اور حاجی شفیع (چشتیاں شریف)، مولانا منیر احمد، صوفی محمد حسین بیان کرتے ہیں کہ وصال سے چند روز قبل اپنے بیٹے صوفی سید محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی چیز خرید کر لانے کا حکم دیا۔ سعادت مند بیٹے نے رقم مانگی تو خاموش ہو گئے، دوسری بار فرمایا، جا خرید کر لے آ، بیٹے نے پھر رقم مانگی تو خاموش رہے، پھر تیسری بار بیٹے کے رقم کے مطالبے پر فرمایا، آج مجھ سے مانگتا ہے، کل میں مر گیا تو کس سے مانگے گا؟ عرض کیا: پھر بھی آپ سے مانگوں گا۔ فرمایا وہ کیسے؟ بیٹے نے عرض کیا میں مہمانوں کی جوتیاں سیدھی کیا کرونگا۔ لنگر پیش کیا کروں گا آپ کرم فرمادیا کریں گے۔ صوفی صاحب نے جوش میں آ کر فرمایا تو کامیاب ہوگیا۔ آخری لمحات میں سینے سے لگا کر محبتوں سے نوازا اور فرمایا، خدمتِ خلق ہی اصل کامیابی ہے۔

صوفی محمد رفیق (بوریوالا) کہتے تھے کہ صوفی صاحب چھپے ہوئے تھے مگر کمال شان تھی۔ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے بعد بالکل خاموش ہو گئے اور ہر وقت اداس رہنے لگے۔ بالآخر ۴ ذی قعدۃ ۱۳۸۹ھ ۴ فروری ۱۹۲۸ء کو ۷۰ سال کی عمر میں غروب آفتاب کیساتھ ہی آپ داغِ مفارقت دے گئے۔ ۵ ذی قعدۃ کو عید گاہ پاکپتن شریف میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ سیّد الاولیاء بابا جی پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ جنازہ میں خصوصی شرکت فرمائی، دیوان غلام قطب الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا ''اَج فقیری مُک گئی اے''۔ چہلم کے موقع پر بابا جی سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اور بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ۴۔۵ ذیقعدۃ عرس مبارک کے لیے تاریخ مقرر فرمائی چنانچہ ہر سال ۴۔۵ ذیقعدۃ کو پاکپتن شریف میں عرس مبارک ہوتا ہے۔ شیخ المشائخ بابا جی پیر سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ عاجز کو دربارِ عالیہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سجادہ نشین مقرر فرمایا اور اپنی خلافت سے بھی نوازا۔ اللہ تعالیٰ، حضور گنجِ کرم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فیضان ہمیشہ جاری وساری رکھے۔ آمین

اِنفاق فی سبیل اللہ

اللہ کو قرض دیجئے

اِنفاق کا مطلب مال خرچ کرنا ہے۔ دوسری جانب اسلام کا تصور یہ ہے کہ مال اللہ تعالیٰ کا ہے۔ قرآن کریم میں کثرت سے آیات آئی ہیں، جن میں بار بار اہلِ ایمان کو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے پر ابھارا گیا ہے؛ جیسا کہ ایک آیت میں ہے

ترجمہ: اور اس میں سے خرچ کرو جس پر ہم نے تم کو خلیفہ بنایا ہے۔ (الحدید: ۷)

''خلیفہ'' بنانے کا مطلب یہ ہے کہ مال کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اسے خرچ کرنے کے لیے اس نے تم کو اپنا جانشین بنایا ہے۔ جانشین اور نائب کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ اصل مالک جس طرح کہے گا اسی طرح اس کو خرچ کرنا ہے۔ ہم کسی کو خادم رکھیں، پھر اسے کچھ مال دیں اور کہیں کہ جا کر اس کو فلاں فلاں جگہ خرچ کر دو، فلاں سامان لے آؤ، فلاں کو دے آؤ، تو خادم کو یہ حق نہیں ہوتا کہ اپنے طور پر اس میں کچھ تصرف کرے، بلکہ مالک جو ہدایت کرے گا اگر وہ اسی کے مطابق خرچ کرے گا تو اچھا خادم سمجھا جائے گا اور اگر اس کے مطابق خرچ نہیں کرے گا تو اس کو خیانت کرنے والا سمجھا جائے گا۔

''اِنفاق'' کا لفظ قرآن کریم کی بہت سی آیات میں آیا ہے۔ ایک آیت میں ہے کہ جو تم نے کمایا ہے اس میں سے اچھا مال خرچ کرو۔ (**اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ** ۔ البقرۃ: ۲۶۷) دوسری آیات میں کہا گیا ہے کہ جو ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے

خرچ کرو۔اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام مال کو کیا حیثیت دیتا ہے اور آدمی کو اس پر کس حد تک تصرف کا حق دیتا ہے؟

مال سے ہر شخص کو فطری طور پر محبت ہوتی ہے۔ وہ چونکہ اسے محنت سے کماتا ہے اس لیے اس پر اپنا تسلّط قائم رکھنا چاہتا ہے۔ مال سے محبت اسلام میں معیوب نہیں ہے۔ غربت کا شکار ہونا اور فقر و فاقہ میں مبتلا رہنا اسلام میں پسندیدہ نہیں ہے۔ کچھ احادیث اور روایت ایسی ملتی ہیں جن سے لگتا ہے کہ اسلام میں مال داروں کو ناپسند کیا گیا ہے اور غریبوں کے بارے میں تعریف و توصیف کے الفاظ آئے ہیں۔اس طرح کے ارشادات کا منشا ان بُرے اوصاف سے انسانوں کو بچانا ہے جن میں عموماً مال دار مبتلا ہوجاتے ہیں، مثلاً تکبر وغیرہ۔اس کا مطلب بہرحال یہ نہیں ہے کہ غربت مطلقاً پسندیدہ ہے، بلکہ اسلام میں خود کفیل ہونے کی غرض سے مال کمانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ اس نے جو کچھ کمایا ہے اس پر اس کا تصرف باقی رہے اور اس کی مرضی چلے۔اس بات کو مانتے ہوئے اللہ کی راہ میں اِنفاق پر ابھارنے کے لیے قرآن مجید میں بڑی لطیف تعبیر اختیار کی گئی ہے:

من ذاالذی یقرض اللہ قرضاً حسنا۔(البقرۃ:۲۴۵)

یعنی کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھا قرض۔

قرض کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ آدمی کسی سے قرض مانگتا ہے تو یہ سمجھتے ہوئے مانگتا ہے کہ وہ مال اسی شخص کا ہے جس سے وہ قرض مانگ رہا ہے۔قرآن میں کثرت سے ایسی آیتیں ہیں جن میں ”قرض“ کی تعبیر اختیار کی گئی ہے۔انسان کو مال و دولت سے اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے اور خود وہی انسانوں سے قرض مانگ رہا ہے۔کتنی لطیف ہے یہ تعبیر!!

صحابہ کرام کا شوقِ انفاق

ہمارے لیے غور کرنے کی بات یہ ہے کہ قرآن کریم کی یہ آیات جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے نازل ہوئیں اور انھوں نے اِنکو سنا تو اُن کا کیا ردعمل ہوا؟ اُن کے اوپر کیسی

کیفیات طاری ہوئیں؟ اِن آیات کو سن کر اور پڑھ کر اُنہوں نے عملاً کیا کیا؟ اس سلسلے میں کثرت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات کتابوں میں ملتے ہیں۔ ذیل میں چند واقعات پیش کیے جائیں گے:

قرآن کریم کی یہ آیت جب نازل ہوئی: **مَن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضاً حَسَناً** ۔ (البقرۃ:۲۴۵) ''کون ہے جو اللہ کی راہ میں قرض دے؟'' ایک صحابی، جن کا نام ابو دحداح تھا، اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ ہم سے قرض مانگ رہا ہے! اسی نے ہم کو مال سے نوازا ہے اور وہی ہم سے قرض مانگ رہا ہے! تو ہمارا فلاں باغ ہے وہ میں اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔'' راوی بیان کرتے ہیں کہ ان کا کھجور کے چھ سو (۶۰۰) درختوں کا ایک باغ تھا، وہ پورا کا پورا اُنہوں نے اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔ روایت میں اور بھی تفصیل آئی ہے۔ صدقہ کرنے کے بعد جب وہ گھر گئے، جو اُسی باغ میں تھا اور اُس میں ان کے بیوی بچے رہتے تھے، تو وہ گھر میں داخل نہیں ہوئے، بلکہ باہر ہی سے زور زور سے کہنے لگے: اے ام دحداح! گھر سے باہر نکل آؤ۔ میں نے یہ باغ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیا ہے۔ اس سے باہر نکل آؤ۔ اب اس میں ہمیں رہنے کا حق نہیں ہے۔'' (مجمع الزوائد)

پھر یہ آیت بھی ہے **لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ** (آل عمران:۹۲)

یعنی ہرگز تم کو نیکی نہیں مل سکتی جب تک کہ تم (اللہ کی راہ میں) وہ کچھ نہ خرچ کرو جو تم کو محبوب ہو۔

اس آیت میں کہا گیا ہے کہ ہرگز نیکی نہیں مل سکتی اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ چیز نہ خرچ کی جائے جو آدمی کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔ یہ آیت سن کر ایک صحابی، جن کا نام ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تھا، وہ اُٹھے، اپنے اموال کا جائزہ لیا۔ انہوں نے پایا کہ ان کا فلاں باغ بہت زیادہ مالیت

کا ہے۔ سیرت کی کتابوں میں اس باغ کا نام ''بیرحاء'' مذکور ہے۔ مسجدِ نبوی کے قریب وہ بہت بڑا باغ تھا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک تم اپنا اچھے سے اچھا مال صدقہ نہیں کرو گے تب تک تم کو نیکی نہیں ملے گی۔ یہ میرا مال ہے، باغِ بیرحاء۔ میں اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔'' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا کرو کہ اس کو تم اپنے رشتے داروں میں تقسیم کردو۔'' انہوں نے پورے باغ کو اپنے رشتے داروں میں تقسیم کردیا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کا ایک چھوٹا سا حصہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا تھا۔ بعد میں اس کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے چھ لاکھ درہم میں خریدا تھا۔ (صحیح بخاری و مسلم) اس سے ہم اندازہ کرسکتے ہیں کہ اس باغ کی مالیت کتنی ہوگی جسے اُنہوں نے قرآن کی اِس ترغیب کے نتیجے میں صدقہ کردیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اللہ تعالیٰ نے خوب مال و دولت سے نوازا ہے، میری صرف ایک بیٹی ہے، میں چاہتا ہوں کہ پورا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کردوں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو منع کیا۔ انہوں نے کہا: اچھا تو آدھا مال صدقہ کردوں؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ انہوں نے پھر عرض کیا: اچھا، تو میں ایک تہائی صدقہ کردوں؟ تب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں، ٹھیک ہے، تم ایک تہائی صدقہ کردو اور ایک تہائی بھی بہت ہے۔ اس کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے وارثوں کو مالداری کی حالت میں چھوڑ کر جاؤ، یہ اس سے بہتر ہے کہ تم (پورا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کردو اور) اُن کو اِس حال میں چھوڑو کہ وہ تمہارے بعد دربدر مارے مارے پھریں اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔

جناب علامہ مفتی منیب الرحمٰن کا میڈیا مالکان اور اہلِ صحافت سے سوال

مجھے سوشل میڈیا پر تحریکِ لبیک پاکستان کا بہاولپور کا جلسہ دکھایا گیا تو میں حیرت زدہ رہ گیا، میں نے کسی سیاسی جماعت کا جلسہ اتنا **Charged** نہیں دیکھا۔ چارجڈ کا مفہوم یہ ہے کہ: ''لوگ جسمانی، ذہنی اور شعوری طور پر پوری محویت کے ساتھ مقرر کے ساتھ پیوستہ اور وابستہ (Involved&Committed) ہوں'' کرسیاں بھی نہیں ہیں، بلکہ لوگ قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا ملائے کھڑے ہیں۔ اگر کوئی دیانت داری سے تجزیہ کرے تو عام سیاسی جماعتوں کے جلسے کو اس سے کوئی نسبت نہیں ہے، ان کے جلسوں میں پانچ سات فٹ تک کا فاصلہ رکھ کر کرسیاں بچھائی جاتی ہیں اور پھر فوٹو شاپ تکنیک سے ان جلسوں کو بڑا کر کے دکھایا جاتا ہے، میوزک اور مرد وزَن کے اختلاط سے ان میں رنگینیاں پیدا کی جاتی ہیں اور میڈیا ان سیاسی جماعتوں کے جلسوں کو نان سٹاپ نشر کرتا ہے، ان جلسوں پر آنیوالے اخراجات ایک الگ موضوع ہے۔ صحافت سے وابستہ لوگ اپنے آپ کو مُنصِف اور نقّاد سمجھتے ہیں لیکن ایسا ہے نہیں، نقد ونظر کے معنی ہیں: ''کھرے سے کھوٹے کو ممتاز کرنا، کسی تعصب کے بغیر حقائق کو ویسا ہی دکھانا اور بیان کرنا جیسا کہ وہ ہیں''۔ لیکن الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا مذہبی سیاسی جماعتوں سے بغض ونفرت کی حد تک تعصّب برتتا ہے، ٹی وی چینلوں اور قومی اخبارات میں تصویر تک نہیں آتی، خبریں دینا تو دور کی بات ہے۔ پس سوال یہ ہے: ''کیا مذہبی جماعتوں کے سامعین اور شرکاء پاکستان کے شہری نہیں ہیں، یہ پاکستان کے ووٹر نہیں ہیں، ان کا یہ حق نہیں ہے کہ انہیں بھی دکھایا جائے اور ان کی آواز کو بھی قوم اور دنیا تک پہنچایا جائے''۔ لوگ مذہبی جماعتوں پر انتہا پسندی کا الزام لگاتے ہیں مگر آج کل سیاسی جماعتوں کی انتہا پسندی کا گراف روز نئے ریکارڈ قائم کر رہا ہے، جبکہ یہ مذہبی لوگ نہ کسی کو گالی دیتے ہیں، نہ کسی کو توہین، تذلیل اور تحقیر کرتے ہیں مگر پھر بھی اِن ''اچھے لوگوں'' کی نظروں میں یہ ''بُرے اور ناپسندیدہ'' ہیں، غالب نے کہا تھا:

پوچھتے ہیں وہ کہ غالبؔ کون ہے! کوئی بتلاؤ، کہ ہم بتلائیں کیا

ثناء اللہ طیّبی مجددی نقشبندی

روداد حاضری مزارِ اقدس

حضرت عزیزاں

خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ خواجگان نقشبندیہ میں آپ کا لقب حضرت عزیزاں ہے۔ اہل خوارزم آپ کو خواجہ علی باوردی کہتے تھے، اہل بخارا آپ کو خواجہ علی رامیتنی کہتے رہے اور صوفیا آپ کو حضرت عزیزاں کہتے تھے۔ آپ بخارا (اُزبکستان) سے دو میل کے فاصلے پر واقع رامیتن نامی گاؤں میں 591ھ، 1194ء میں پیدا ہوئے۔ آپ عالم و شاعر اور ولی کامل تھے۔ تصوف کے موضوع پر آپ نے ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا۔ خواجہ کا نام علی تھا۔ چونکہ آپ اپنے آپ کو عزیزاں کہتے تھے اور اپنے بارے میں بات کرتے وقت فرماتے کہ عزیزاں کا یہ خیال ہے اس لیے آپ کا لقب عزیزاں ہو گیا۔ خواجہ علی رامیتنی، حضرت خواجہ خضر کے صحبت دار تھے اور انہی کے ارشاد پر خواجہ محمود انجیر فغنوی کے مرید ہوئے۔ جب خواجہ محمود فغنوی کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے خواجہ علی رامیتنی کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ آپ کچھ عرصہ اپنے آبائی وطن میں ارشاد و ہدایت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ بعد میں حوادث زمانہ کے تحت آپ رامیتن چھوڑ کر قصبہ باورد چلے آئے اور ایک مدت تک وہیں اپنے روحانی درجات و کمالات سے خلق خدا کو مستفیض کرتے رہے۔

میں اپنی زندگی کے سب سے بڑے خواب نگر میں گھوم رہا تھا، اِسی لیے تمام جگہیں دیکھی دیکھی اور اپنائیت بھری محسوس ہورہی تھیں۔ یہ مکمل طور پر ایک مضافاتی علاقہ تھا۔ کسی جگہ سرسبز کھیت دکھائی دینے لگتے تو کسی جگہ سفید کلر اور بھر بھری مٹی والی جگہ نظر آتی۔ بعض جگہوں پر مٹی کے ٹیلے بھی دکھائی دیئے۔

ظہر کی نماز کا وقت قریب آرہا تھا۔ ہماری اگلی منزل حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ شریف تھی۔ مٹی کے ٹیلوں کے درمیان سڑک پر گاڑی تیزی سے دوڑتی چلی جارہی تھی۔ جیسے ہی گاڑی نے ایک نسبتاً اونچے ٹیلے کو عبور کیا تو سامنے سنسان اور غیر آباد جگہ پر مزارِ اقدس اور مسجد وغیرہ نظر آنے لگی۔ مسجد ہموار جگہ پر بنی ہوئی تھی جبکہ مزار شریف تقریباً 70 یا 80 فٹ بلند ٹیلے پر واقع تھا جہاں تک پہنچنے کے لیے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔

درگاہ کے مرکزی دروازے کے قریب گاڑی رُک گئی۔ ہم نیچے اُتر کر درگاہ کے اندر داخل ہو گئے۔ درگاہ کے احاطے میں داخل ہوتے ہی دائیں طرف دعا کے لیے جگہ بنی ہوئی تھی۔ چند مرد و خواتین وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور داملہ تلاوت کرنے میں مشغول تھا۔ داملہ کے ساتھ بیٹھا ہوا ایک نوجوان ہمیں دیکھ کر ہماری طرف لپکا اور پُرتپاک انداز میں مصافحہ کیا۔ گائیڈ نادرہ نے میرا تعارف کروایا تو وہ بے حد خوش ہوا۔ نوجوان نے ہمیں بتایا کہ وہ درگاہ کے داملہ کا نائب ہے اور داملہ ایک معروف مذہبی، علمی اور روحانی شخصیت ''امیر اللہ'' کا پوتا ہے اور اُس کا نام ''عطاء بیگ'' ہے۔

درگاہ شریف کے اندر پہنچ کر میں نے دیکھا کہ صرف مزارِ اقدس ہی بلند ٹیلے پر واقع ہے جبکہ دیگر تمام عمارتیں نیچے ہموار زمین پر ہی واقع ہیں۔

چونکہ داملہ پہلے سے موجود لوگوں کے ساتھ ملاقات میں مشغول تھا چنانچہ میں نے گائیڈ سے کہا کہ میں وضو تازہ کرنا چاہتا ہوں۔ گائیڈ نے نوجوان سے بات کی تو وہ مجھے ساتھ چلنے کا کہہ کر ایک سمت بڑھنے لگا لہذا میں اُس کے ہمراہ ایک عمارت کے قریب پہنچ گیا۔ نوجوان

نے **ایک** کمرے کا دروازہ کھولا تو **اندر** وضوخانہ اور طہارت خانہ موجود تھا۔ میں نے وضو کیا اور پھر درگاہ شریف کی مسجد میں جا کر قصر **نماز** ادا کی۔ **نماز** ادا کرنے کے بعد میں واپس داملہ سے **ملاقات** والی جگہ پہنچا تو گائیڈ اور ڈرائیور وہاں بیٹھے داملہ سے **باتیں** کر رہے تھے۔ **جب** میں پہنچا تو داملہ نے کھڑے ہو کر بڑی محبت اور **گرمجوشی** کے ساتھ **ملاقات** کی۔ میں نے دیکھا کہ درگاہ شریف **پر** ہماری آمد کے وقت جو لوگ موجود تھے، تقریباً وہ تمام لوگ ابھی **تک** بیٹھے ہوئے تھے اور **سب** میری طرف متوجہ تھے۔ گائیڈ **نادرہ** نے مجھے **بتایا** کہ یہ **سب لوگ** چاہتے ہیں کہ آپ اِن کے لیے دعا کریں اور اِسی لیے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ میں داملہ کے **قریب بیٹھ گیا** اور داملہ نے تلاوت شروع کر دی۔ تلاوت کے بعد میں نے دعا مانگی جس میں حضرت صاحب **کرماں والے** رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودہ فارسی دعائیہ اشعار پڑھے تو **سب** کے چہروں **پر ایک** خوشگوار **تاثر نظر** آنے لگا کیونکہ اُنہیں اشعار کا **ترجمہ** سمجھ آ رہا تھا۔ دعا کے دوران میری **نظر** مزار شریف کی طرف تھی جہاں مزار شریف کی عمارت سے **ملحق** تین **بانس** دکھائی دئے رہے تھے جبکہ اُن کے اوپر ہاتھ (پنجہ) کا **نشان** لگا ہوا تھا۔

یہ **نشان** دیکھ کر میرا ماتھا **ٹھنکا** کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ مزار شریف کی **خدمت** و دیکھ بھال کا انتظام اہل تشیع نے سنبھال رکھا ہے؟ ہاتھ کے **نشان** کے علاوہ **بانس** پر اُسی طرح **بال باندھے** ہوئے تھے جیسے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ شریف **پر بانس** پر **بال باندھے** ہوئے تھے **تاہم** اِن **بالوں** کے **بارے** میں مجھے پتہ تھا کہ یہ اظہارِ فضیلت کا مقامی سطح **پر ایک** انداز ہے۔ دعا مانگنے کے بعد مزارِ اقدس **پر** حاضری دینے کے لیے داملہ کا **نائب** بھی میرے ساتھ چل پڑا۔

میں نے گائیڈ **نادرہ** سے کہا کہ وہ داملہ کے **نائب** سے **بانس** کے اوپر بنے ہوئے ہاتھ کے **نشان** کی وجہ دریافت کرے چنانچہ **نادرہ** نے **نائب** داملہ سے **بات چیت** شروع کر دی۔ میں **بیحد** متجسس **انداز** میں جواب کا منتظر تھا۔ چند منٹ کی گفتگو کے بعد گائیڈ نے **مجھے بتایا** کہ

بانسوں کے اوپر ہاتھ (پنجہ) کے **نشان** کا مطلب ہے کہ یہاں جس ہستی کا مکان ہے، وہ اسلام کے پانچ **بنیادی** ارکان یعنی شہادتِ توحید ورسالت، **نماز**، زکوٰۃ، روزہ، حج کی طرف بلانے والی ہے۔ یہ جواب **سنتے** ہی میں نے اطمینان بھری **ایک** طویل سانس لی اور اللہ کا شکرادا کیا کہ کسی قسم کی **بد**عقیدگی والا کوئی معاملہ نہیں ہے۔

سیڑھیاں **چڑھ** کر ہم مزارِاقدس **تک** پہنچے اور قبورِمبارکہ پر حاضری دی۔ حضرت خواجہ علی رامیتنی کے دو صاحبزادے بھی آپ کی دونوں اطراف میں آرام فرما ہیں۔ صاحبزادگان کی قبورِمبارکہ پر گہرے نیلے **رنگ** کی چادریں چڑھی ہوئی تھیں جبکہ آپ کی قبرِ مبارک پر سبز **رنگ** کی چادر چڑھی ہوئی تھی۔ سبز چادر شریف پر سورۃ الفتح کی **آیت** نمبر **10** لکھی ہوئی تھی۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

ترجمہ: تحقیق وہ لوگ جو آپ کی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ **خدا** تبارک وتعالیٰ کی بیعت کرتے ہیں۔

جبکہ آپ کے صاحبزادگان کی قبورِمبارکہ پر چڑھی ہوئی چادروں پر سورۃ عنکبوت کی **آیت** نمبر **57** لکھی ہوئی تھی۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ

(سورۃ عنکبوت: **57**)

میں فاتحہ خوانی کرنے لگا تو گائیڈ **نادرہ** نے **نائب** داملہ سے کچھ **بات چیت** کی۔ میرے کانوں میں شیخ الطریقہ فی النقشبندیہ کے لفظ پڑے تو مجھے سمجھ آ گئی کہ وہ میرے بارے میں **نائب** داملہ کو بتارہی ہے۔ گائیڈ کی **بات** سن کر **نائب** داملہ نے مزارِشریف کے **قریب** موجود **دیگر** زائرین کو باہر **نکلنے** کا اشارہ کیا اور مجھے اکیلا چھوڑ دیا **گیا**۔ میرا پختہ یقین تھا کہ حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کمال مہربانی فرماتے ہوئے خلوت کی نعمت بخشی ہے چنانچہ میں بھی

دامن پھیلا کر آپ کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ بہت کچھ آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ میں رونے کی کوشش نہیں کرتا تھا، بس رونا آ جاتا تھا۔ مجھے میری بداعمالیوں اور کم مائیگی کا احساس اکیلا نہیں چھوڑتا لہٰذا جب شفقتِ مادر سے کہیں بالا و اعلیٰ پناہ اور گود ملتی تو دل خود بخود بھر آتا، راز و نیاز بھی ہوئے اور اپنی ذات بھی بیچ میں ہی رکھ لی۔ اب کیا کرتا........ میں دنیا اور آخرت کہاں الگ الگ رکھتا پھروں، میں نے اِنہی کے قدموں سے سب کچھ پایا ہے تو پھر اور کہاں عرض کروں؟ خواجہ علی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت نوازا، کرم فرمایا، یہاں تک کہ میں اپنے ہر رَگ و ریشے میں عرض کردہ سوالوں کے جواب محسوس کرنے لگا تو دستِ دعا بھی اُٹھا دیئے اور جی بھر کر جو کچھ مانگنا چاہتا تھا، مانگتا رہا۔

میں مزارِ اقدس پر حاضری دینے کے بعد باہر نکلا تو دیکھا کہ جیسے درگاہ شریف کے مرکزی دروازے کے بالکل ساتھ دعا اور فاتحہ خوانی کے لیے جگہ بنی ہوئی ہے بلکہ ویسی جگہ یہاں مزارِ اقدس کے ساتھ ہی بنی ہوئی ہے۔ مزار شریف کے باہر کچھ لوگ میرا انتظار کر رہے تھے، ایک نوجوان نے بڑی محبت سے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا تو گائیڈ نے بتایا کہ یہ آپ کے ساتھ ایک تصویر بنوانا چاہتا ہے۔ تصویر بنوانے کے بعد میں سیڑھیاں اُتر کر نیچے آیا تو وہاں بھی کچھ مقامی لوگ انتظار کر رہے تھے، اُنہوں نے بھی میرے ہمراہ اپنے موبائل میں تصویریں بنوا لیں۔ داملہ ابھی تک میرے انتظار میں وہاں ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اُنہوں نے مجھے ایک پلیٹ میں تبرک رکھ کر دیا تو میں نے گائیڈ کو پکڑا دیا۔ گائیڈ نادرہ نے ایک لفافے میں تبرک ڈال کر پلیٹ واپس کرنا چاہی تو داملہ نے پلیٹ واپس کرنے سے منع کر دیا اور پلیٹ بھی لیجانے کے لیے کہا۔ میں نے داملہ کا بیحد شکریہ ادا کیا اور داملہ کو حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل کتاب اور ماہنامہ مجلّہ حضرت کرماں والا کا ایک شمارہ پیش کیا تو داملہ نے بیحد خوشی کا اظہار کیا اور بار بار شکریہ ادا کرنے لگا۔ الوداعی ملاقات کر کے ہم اپنی اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

آصف محمود

آنکھیں کھولیے

خوفناک بحران دستک دے رہا ہے

اِس موسمِ گرما میں گرمی کی شدید لہر نے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے لیکن اس لہر اور اس کے خطرناک اثرات پر بحث، تحقیق اور گفتگو برطانیہ اور امریکہ میں ہو رہی ہے۔ امپیریل کالج لندن اور یونیورسٹی آف ہوائی میں محققین بیٹھے سوچ رہے ہیں کہ موسم کی یہ انگڑائی پاکستان کا کیا حشر کر سکتی ہے لیکن پاکستان میں کسی یونیورسٹی کے لیے یہ سرے سے کوئی موضوع ہی نہیں ہے۔ سوئٹزرلینڈ میں بیٹھا ڈاکٹر رابرٹ روڈ دہائی دے رہا ہے کہ موسموں کے اس آتش فشاں کو سنجیدگی سے لیجیے ورنہ ہزاروں لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے لیکن پاکستان کے اہل دانش سیاست کی دلدل میں غرق ہوئے پڑے ہیں۔

ندی خشک پڑی ہے اور چشمے کا پانی نڈھال ہے۔ مارگلہ (اسلام آباد) کے جنگل میں درجہ حرارت **42** کو چھو رہا ہے۔ کچھ دن پہلے بارش ہوئی تو درجہ حرارت **22** تک آ گیا تھا لیکن محض اپریل کے آخری دنوں میں بھی یہ **40** سے تجاوز کر گیا تھا۔ مارگلہ میں چیت اور وساکھ کے دنوں میں ایسی گرمی کبھی نہیں پڑی۔ یہ جیٹھ ہاڑ کا درجہ حرارت ہے جو چیت اور وساکھ میں آ گیا ہے۔ موسموں کی یہ تبدیلی بہت خطرناک ہے لیکن یہاں کسی کو پرواہ نہیں۔ اس معاشرے اور اس

کے اہل فکرو دانش کو سیاست لاحق ہو چکی اور ان کے لیے سیاست کے علاوہ کسی موضوع پر بات کرنا ممکن نہیں رہا۔

مارگلہ (اسلام آباد) میں موسم گرما اچانک نہیں آتا۔ یہ ایک مالا ہے جس کے ہر موتی کا اپنا رنگ اور اپنی خوشبو ہوتی ہے۔ ہر موسم دوسرے سے الگ اور جدا ہے۔ اسُو یہاں جاڑے کا سندیسہ لے کر اترتا ہے اور چیت اُنہالے کا۔ چیت کے آخری ایام بتاتے ہیں کہ موسم گرما آنے کو ہے۔ وساکھ یہاں موسم گرما کی پہلی دستک کا نام ہے۔ درختوں کی چھاؤں میٹھی ہوتی ہے مگر دھوپ میں ذرا سی حدت۔ پھر جیٹھ ہاڑ کی شدید گرمی اور آخر میں ساون بھادوں کی بارشیں اترتی ہیں جب جنگل پہلی محبت کی طرح حسین ہو جاتا ہے۔

ایسا کبھی نہیں ہوا کہ یہ تابستانی رنگ اپنی شناخت کھو دیں۔ اس بار مگر وساکھ میں ہی جیٹھ کی حدت آ گئی ہے۔ ندی کنارے بیٹھا ہوں، سامنے چشمہ بہہ رہا ہے اور چشمے کے کنارے پر ایک کوئل نڈھال بیٹھی ہے۔ زبان باہر کو نکلی ہوئی ہے اور حدت سے اس کے کندھے اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں۔ وقفے وقفے سے وہ چشمے میں اترتی ہے، ڈبکی سی لگاتی ہے اور پھر کنارے پر بیٹھ کر پروں کو پھڑ پھڑانے لگتی ہے۔ چیت اور وساکھ کی اِن دو پہروں میں تو کوئل نغمے سنایا کرتی تھی، آج مگر بدلتے موسم نے اسے گھائل کر چھوڑا ہے۔

موسموں کی اس تبدیلی سے صرف مارگلہ (اسلام آباد) متاثر نہیں ہوگا، پورے ملک پر اس کے اثرات پڑیں گے۔ مارگلہ میں تو درجنوں چشمے ہیں اور ندیاں ہیں، کچھ رواں رہتی ہیں کچھ موسموں کے ساتھ سوکھتی اور بہتی ہیں، لیکن جنگل کے پرندوں اور جانوروں کے لیے یہ کافی ہیں۔ سوال تو انسان کا ہے، انسان کا کیا بنے گا۔ افسوس کہ انسان کے پاس اس سوال پر غور کرنے کا وقت نہیں۔ مریض کو جیسے کوئی موذی مرض لاحق ہو جائے، ایسے اس معاشرے کو سیاست لاحق ہوگئی ہے۔ یہی ہماری تفریح ہے اور یہی ہمارا موضوعِ بحث۔ اس کے سوا ہمیں کچھ سوجھتا ہی نہیں۔

ابلاغ کی دنیا ان کے ہاتھ میں ہے جو سنجیدہ اور حقیقی موضوعات کا نہ ذوق رکھتے ہیں نہ اس پر گفتگو کی قدرت۔ نیم خواندگی کا عفریت سماج کو لپیٹ میں لے چکا ہے۔ سرِ شام ٹی وی سکرینوں پر جو قومی بیانیہ ترتیب پاتا ہے اس کی سطحیت اور غیر سنجیدگی سے خوف آنے لگا ہے۔ نوبت یہ ہے کہ دنیا چیخ چیخ کر ہمیں بتا رہی ہے کہ آپ ماحولیاتی تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں لیکن ہمارا دانشور صبح سے شام تک یہی گنتی کر رہا ہوتا ہے کہ کس قائدِ انقلاب کے جلسے میں کتنے لاکھ لوگوں نے شرکت کی۔ یہی حال سوشل میڈیا کا ہے۔ موضوعات کا افلاس اور قحط آسیب بن چکا ہے۔

پاکستان ایک زرعی ملک ہے لیکن ماحولیات کی تباہی سے یکسر بے نیاز۔ گلی کوچوں سے پارلیمان تک یہ سوال کہیں زیرِ بحث ہی نہیں کہ درجہ حرارت بڑھنے کا مطلب کیا ہے؟ زیرِ زمین پانی کی سطح جس تیزی سے گر رہی ہے، خوفناک ہے۔ چند سال پہلے اسلام آباد میں 70 یا 80 فٹ پر پانی مل جاتا تھا لیکن اب تین سے چار سو فٹ گہرے بور کرائیں تو بمشکل اتنا پانی دستیاب ہے کہ پانچ سے دس منٹ موٹر چل سکتی ہے۔ موسم کی حدت کا عالم یہی رہا تو پانچ دس سال بعد زیرِ زمین پانی چھ سات سو فٹ گہرائی میں بھی مل جائے تو غنیمت ہو گی۔

اسلام آباد دارالحکومت ہے لیکن پانی کا بحران اُسے اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ ایک ٹینکر اب دو ہزار کا ملتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ٹینکر بھی تو کنوؤں سے پانی بھرلاتے ہیں، زیرِ زمین پانی کی سطح یونہی نیچے جاتی رہی تو ٹینکرز کہاں سے پانی لائیں گے؟ ایک آدھ سیکٹر کو چھوڑ کر سارا شہر اس مصیبت سے دوچار ہے لیکن اپنا کمال دیکھیے کہ شہر میں کسی محفل کا یہ موضوع نہیں ہے۔ نہ اہلِ سیاست کا، نہ اہلِ مذہب کا نہ اہلِ صحافت کا۔ سب مزے میں ہیں۔

یہ بحران صرف ایک شہر اسلام آباد کا نہیں، پورے ملک کا ہے۔ بس یہ ہے کہ کسی کی باری آج آ رہی ہے کسی کی کل آئے گی۔ جب فصلوں کے لیے پانی نہیں ہوگا اور فوڈ سیکیورٹی کے مسائل کھڑے ہو جائیں گے پھر پتا چلے گا کہ آتش فشاں پر بیٹھ کر بغلیں بجانے والوں کے ساتھ

کیا ہوتا ہے۔

جنگل کٹ رہے ہیں، درجہ حرارت بڑھ رہا ہے، سمندر کی سطح بلند ہو رہی ہے (یعنی کراچی کے سر پر خطرہ منڈلا رہا ہے)، گلیشیئر پگھل رہے ہیں اور سیلابوں کے امکانات بڑھتے جا رہے ہیں۔ چند دن پہلے گلگت بلتستان میں گلیشیر کے پگھلنے سے حسن آباد پل تباہ ہوا ہے۔ کئی گھر اس کی لپیٹ میں آئے ہیں۔ خود اس پل کی تزویراتی اہمیت تھی کہ یہ چین اور پاکستان کو ملا رہا تھا۔ پل کی تزویراتی اہمیت کی نسبت سے یہ حادثہ ہمارے ہاں زیرِ بحث آ جائے تو وہ الگ بات ہے لیکن ماحولیاتی چیلنج کی سنگینی کو ہم آج بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اخبارات، ٹی وی چینلز، سوشل میڈیا، پریس ٹاک، جلسہ عام۔۔۔۔ کہیں اس موضوع پر کوئی بات ہوئی ہو تو بتائیے!

اسلام آباد میں مارگلہ کی ندیاں بھی اجنبی ہوتی جا رہی ہیں۔ ابھی چند سال پہلے درہ جنگلاں کی ندی ساون بھادوں میں یوں رواں ہوئی کہ چار ماہ جوبن سے بہتی رہی۔ اب دو سال سے خشک پڑی ہے۔

ساون اس طرح برسا ہی نہیں کہ ندی رواں ہوتی۔ رملی کی ندی بہہ تو رہی ہے مگر برائے نام۔ جب پوش سیکٹروں کا سیوریج ان ندیوں میں ملا دیا جائے گا تو ندیاں شاید ایسے ہی ناراض ہو جاتی ہیں۔ اب تو یوں لگتا ہے نظام فطرت ہی ہم سے خفا ہو گیا ہے۔ موسم ہم سے روٹھتے جا رہے ہیں۔

ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ ماحولیات سے جڑے چیلنجز کی سنجیدگی کو سمجھا نہ گیا تو بہت بڑا اور خوفناک بحران ہماری دہلیز پر دستک دینے والا ہے۔ جسے سمجھنے کے لیے رتی بھر احساس کی ضرورت ہے مگر ہمارے اربابِ اقتدار کے پاس ندارد ہے تاہم افسوس اِس بات کا ہے کہ عوام کی ترجیحات میں بھی ماحولیاتی مسائل بہت معمولی اور غیر اہم ہیں۔ ماحولیاتی تبدیلی کا مسئلہ اُن مسائل میں شامل ہے جو یکدم عفریت کا روپ دھار کر بہت کچھ ہڑپ کر سکتے ہیں جبکہ زیادہ سے زیادہ درخت لگا کر ہم اِس مسئلے کے حل کے لیے پہلا قدم اُٹھا سکتے ہیں۔

محمد سمیع اللہ نوری طیبی

مُرشد ہو تو
حضرت کرماں والے

''حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بیلی ''مولوی مقصود احمد'' ساکن باجڑہ گڑھی ضلع سیالکوٹ نے اپنی ضعیف العمری اور علالت کے باوجود یہ واقعات لکھوائے۔ جہاں ان واقعات سے ایک مریدِ صادق کی کیفیات سے آگاہی ہوئی' وہاں حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی شان والمرتبت کا اظہار ہونے کے ساتھ ساتھ عقائد اہل سنت و جماعت درست ہونے پر مہر تصدیق ثبت ہوگئی کہ اولیاء اللہ خداوند تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت اور قوت کے حامل ہوتے ہیں، مخلوق خدا کو نفع پہنچاتے اور اصلاح و رہنمائی و تربیت فرماتے ہیں۔ آیئے! مولوی مقصود احمد صاحب کے ہمراہ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ کی محفلوں میں حاضری کا شرف حاصل کریں''

پاکستان قائم ہونے کے شروع دنوں کی بات ہے کہ میں حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چلا گیا۔ آپ صبح کی نماز کے بعد صحن میں چارپائی پر بیٹھے تھے۔ میں بھی آپ کے پاس نیچے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک نوجوان میرے پاس آبیٹھا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دیکھ کر فرمایا، مولوی مقصود احمد! یہ شخص وہابی ہے۔ اس نے فوراً کہا حضور! اب میں وہابی نہیں ہوں۔ آپ ہر وقت میرے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہ میرا ایمان بن گیا ہے۔ آپ نے فرمایا، تمہیں کیسے یقین ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں؟ تو اس نے بتایا کہ

موسم گرما کی بات ہے کہ میں اپنے گھر کے بڑے کمرے میں دوپہر کو چارپائی پر سوگیا اور سونے کی حالت میں میرا استر ننگا ہوگیا تو آپ نے فوراً میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جگایا اور فرمایا بیلیا! اپنا کپڑا درست کرو، تمہارے اردگرد تمہاری مائیں، بہنیں گھوم پھر رہی ہیں۔ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو واقعی میں ننگا ہوگیا تھا تو پھر کپڑے کو درست کرنے لگا۔ اتنے میں حضور کمرہ سے باہر تشریف لے گئے تو میں جلدی سے چارپائی سے اٹھ کر آپ سرکار کے پیچھے بھاگ کر گیا لیکن آپ مجھے کہیں نظر نہیں آئے۔

اسی طرح آپ کی تلاش میں میں کبھی کمرہ کے اندر آتا اور پھر کمرہ سے بھاگ کر باہر جاتا۔ میری والدہ صاحبہ نے پوچھا بیٹا کیا ماجرا ہے کہ کبھی کمرہ میں آتے اور کبھی باہر جاتے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ کمرے میں حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے اور مجھے جگا کر فوراً کمرہ سے باہر تشریف لے گئے۔ میں اس لئے دوڑ کر باہر آیا کہ شاید مجھے نظر آجائیں والدہ نے کہا لیکن مجھے نظر نہیں آئے۔ میں نے والدہ سے کہا آپکو اگر نظر نہیں آئے تو نہ سہی۔ حضرت صاحب تو میرے پاس کھڑے ہوکر اور مجھے بیدار کرکے باہر چلے گئے ہیں۔

دوسرا واقعہ اس نے یہ بتایا کہ قرآن شریف کی آیت مبارکہ **وما ارسلنک الا رحمت اللعالمین** کی تفسیر اور ترجمہ کا متلاشی تھا مگر کسی عالم نے میری تسلی نہ کی تو ایک رات نماز عشاء کے بعد جب میں سوگیا تو سوتے ہی میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جلسہ لگا ہوا ہے اور بے شمار لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور جناب ایک اونچے منبر پر تشریف فرما ہیں اور مندرجہ بالا آیت کی تفسیر اور ترجمہ لوگوں کو سنا رہے ہیں۔ میں تمام رات جلسہ سنتا رہا، جس سے میرا پختہ یقین ہوگیا کہ حضورِ والا میرے ساتھ ہی ہیں۔ میں نے اُس نوجوان کو مخاطب ہوکر کہا کہ کیا تم نے حدیث مبارکہ نہیں سنی؟ اِس پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مولوی مقصود احمد! اِس کو وہ حدیثِ پاک سناؤ۔ چنانچہ میں نے پڑھا: **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عرفہ نفسہ فقد عرفہ ربہ ومن عرفہ ربہ افلا یخفہ علیہ شیء**

یعنی حضور ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ جس شخص نے **نفس** امارہ کی شرارتوں کو پہچان لیا اوراس سے **محفوظ** ہو **گیا** تو اس نے اپنے رب کو پہچان لیا اور جس نے رب کو پہچان لیا' اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ تو حضرت **صاحب** رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اپنا ہاتھ بلند کر کے اور آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

اِنّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ

(آل عمران-5)

''یعنی زمین اور آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں رہتی''۔

ایک دفعہ مولانا عنایت اللہ **صاحب** مرحوم سانگلہ ہل والے نے عرس مبارک کے موقعہ پر حدیث شریف **انا مدینۃ العلم وعلی بابھا** پڑھی یعنی حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس علم کے شہر کا دروازہ ہیں۔ انہوں نے **بتایا** کہ آؤ پہلے دروازے کے علم کا حساب لگاتے ہیں کہ کس قدر ہے۔ پھر اس سے حضور انور ﷺ کے علم غیب کا کچھ پتہ چلے گا۔ چنانچہ **ایک** دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کھلے میدان میں کھڑے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سمندر سے مچھلی کا **ایک** چھوٹا سا بچہ اپنے ہاتھ کی مٹھی میں بند کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے **پاس** آگئے اور پوچھا کہ جناب بتائیے کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ دو منٹ کی خاموشی کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے تمام زمینوں اور آسمانوں کا چکر لگایا ہے تو **ایک** جگہ سمندر میں **ایک مچھلی** اپنے چھوٹے بچے کی تلاش میں پھر رہی ہے اور یہ کہہ رہی تھی کہ **شاید** کوئی میرا بچہ پکڑ کر لے **گیا** ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے مٹھی کھول کر بتایا کہ واقعی یہ **مچھلی** کا بچہ ہی ہے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے دوبارہ پوچھا کہ آپ اب **بتائیں** کہ جبرئیل کہاں ہے؟ تو پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے دو منٹ کی خاموشی کے بعد **فرمایا** کہ میں نے تمام آسمانوں اور زمینوں کا چکر لگا کر دیکھا ہے اور مجھے جبرئیل علیہ السلام کہیں **نظر** نہیں آیا۔ معلوم **ہوتا** ہے ہم دونوں میں سے **ایک** شخص جبرئیل علیہ السلام ہے۔ سبحان اللہ! کتنا عظیم علم غیب حضرت

علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا تھا تو اس سے **ثابت** ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بے حساب علم غیب کا ہم **اندازہ** نہیں کر **سکتے**۔

اسی طرح شروع قیامِ پاکستان میں **جب** حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ پکا چک یعنی موجودہ حضرت کرماں والا شریف میں تشریف فرما ہوئے تو **ایک** نوجوان لڑکا اپنے گھر سے **باہر** جنگل میں کنوئیں **پر** بیٹھ کر خوش الحانی سے نعتیں **پڑھ** رہا تھا تو اسے **ایک** جن اٹھا کر اپنے **ملک تبت** میں **لے گیا**۔ اس کے والدین لڑکے کی تلاش کرتے رہے۔ دو سال کے بعد ہمارے **ایک** پیر بھائی نے اس لڑکے کے **متعلق** اس کے والدین سے **دریافت** کیا تو انہوں نے کہا ہم نے بہت تلاش کیا لیکن ہمیں کوئی پتہ نہیں **چلا** تو ہمارے پیر بھائی نے ان کو **بتایا** کہ یہاں سے تین میل کے فاصلے **پر** موضع پکا چک میں حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں۔ تم لوگ آج ہی وہاں جا کر حضور سے یہ **بات** بیان کرو، ان شاء اللہ لڑکا آپ کو مل جائے گا تو وہ آدمی عصر کے وقت حضرت **صاحب** رحمۃ اللہ علیہ کی **خدمت** میں حاضر ہو **گیا** اور اپنے گم شدہ لڑکے کی **بات** بیان کر دی تو حضرت **صاحب** رحمۃ اللہ علیہ نے **بتایا** کہ اب تم واپس اپنے گھر چلے جاؤ۔ صبح سورج **طلوع** ہونے **پر** یہاں آ جا**ئیں**۔

جب وہ لوگ دوسرے دن آپ کی **خدمت** میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کا گم شدہ لڑکا حضرت **صاحب** رحمۃ اللہ علیہ کے **پاس** بیٹھا ہوا ہے۔ آپ نے **فرمایا** کہ اِس کو جن اٹھا کر فلاں علاقہ میں **لے گیا** تھا اور اس کا نکاح اپنی بیٹی سے کر **دیا** تھا' جس سے اس لڑکے کا **بیٹا** بھی اس لڑکی کے ہاں پیدا ہو **گیا** ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد **ایک** درویش نے آ کر حضرت **صاحب** کو بتایا کہ **باہر** ڈیوڑھی کے **اندر ایک** داڑھی والا بلند قد شخص اور **ایک** برقعہ پوش لڑکی کھڑی ہے۔ جس نے اپنا **بیٹا** اٹھایا ہوا ہے۔ اس آدمی نے **مجھے** کہا ہے کہ حضرت **صاحب** رحمۃ اللہ علیہ ہمارا **ایک** آدمی اٹھا لائے ہیں۔ اس لئے شاہ **صاحب** سے کہو کہ وہ آدمی ہمارے حوالے کر دیں تو آپ نے مسکرا کر اپنے **پاس** بیٹھے ہوئے آدمیوں کو **بتایا** کہ یہ وہی جن ہے' جو لڑکے کو **لے گیا** تھا۔ اب

وہ اپنی بیٹی کے ہمراہ آگیا ہے تو آپ نے پیغام لانے والے درویش سے کہا کہ تم جا کر ان سے کہو کہ تم لوگ آتشی ہو اور وہ لڑکا خاکی ہے۔ اس لئے وہ تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ یہاں سے فوراً چلے جاؤ اور اپنی بیٹی کا نکاح دوسرے جن سے کر دو تو اس جن نے زمین پر زور سے پاؤں مار کر کہا کہ ہم ایسے ہی خالی نہیں جائیں گے، جب تک لڑکے کو اپنے ہمراہ نہ لے جائیں تو حضرت صاحب نے کمرہ سے باہر نکل کر مسجد کے چبوترہ پر کھڑے ہو کر نہایت غصہ سے فرمایا کہ تم یہاں سے جاتے ہو یا میں ابھی تمہیں جلا دوں تو وہ فوراً بھاگ گیا اور غائب ہو گیا۔ اس واقعہ سے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علم غیب کا پتہ چلا کہ آپ نے بھی تمام ملکوں کا چکر لگا کر دیکھ لیا کہ وہ لڑکا کہاں ہے۔

حضور اپنے وعظ مبارک میں بیان فرمایا کرتے تھے کہ جب پرندہ ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط لیکر ملکہ بلقیس کو پہنچا کر واپس آیا تو اس نے بتایا کہ بلقیس کے پاس ایک بہت بڑا خوبصورت سونے چاندی کا بنا ہوا تخت ہے جو کہ بیس گز چوڑا اور تیس گز لمبا اور بیس گز اونچا ہے اس تخت کو بلقیس نے سات مقفل کمروں میں بند کر دیا ہے اور خود آپ کی طرف چل پڑی ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے کہا کہ کوئی ایسا آدمی تم میں ہے جو اس تخت کو بلقیس کے یہاں پہنچنے سے پہلے میرے پاس لے آئے تو آپ کے ایک درباری جن مسمی عفریت نے کہا کہ میں آپ کی کچہری چھوڑنے تک یعنی تین چار گھنٹوں کے بعد تخت یہاں لے آؤں گا تو آپ نے اس کی بات سے غیر دلچسپی کا اظہار کیا تو پھر آپ کے درباری ایک آدمی نے جو کتاب کا علم جانتا تھا' کھڑے ہو کر آپ سے کہا کہ میں اس تخت کو جناب کی آنکھ جھپکنے سے پہلے یہاں لے آتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے دیکھا تو وہ تخت آپ کے سامنے پڑا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا اس میں تھوڑی سی تبدیلی کر دو تا کہ دیکھیں کہ ملکہ بلقیس اس کو پہچانتی ہے یا کہ نہیں۔ جب شہزادی آپ کے پاس آئی تو تخت دیکھ کر بولی کہ یہ تخت تو میرا ہی ہے تو اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طاقت کا اندازہ لگایا۔ فوراً مسلمان ہو کر آپ کے نکاح میں آگئی تو اس کے بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے

کہ کیا اس تخت کو آدمی اٹھا کر لایا تھا؟ نہیں نہیں! بلکہ اللہ کریم نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ جب ہم کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو کن کا لفظ پکارتے ہیں تو فیکون (وہ کام فوراً ہو جاتا ہے) اسی طرح اولیاء اللہ کی شان ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے درباری ولی اللہ نے تخت کو دیکھ کر کن فیکون کا لفظ پکارا تو تخت وہاں سے گم اور یہاں پر ظاہر ہو گیا۔ تو اسی طرح قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس نوجوان کا پتہ کر کے لفظ کن فرمایا تو وہ لڑکا وہاں سے گم ہو گیا اور یہاں مسجد میں ظاہر ہو کر بیٹھ گیا۔ سبحان اللہ! حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شان کیسی اعلیٰ تھی، جس کا شمار نہیں۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے چند مریدوں کے ساتھ کراچی گئے۔ روزانہ مختلف بازاروں میں آپ چکر لگایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ اپنے دو تین مریدوں کے ہمراہ بازار میں گئے تو ایک مکان پر ایک بوڑھا آدمی پریشان کھڑا دیکھا۔ اس کے پاس جا کر پوچھا کہ تم پریشان کیوں ہو۔ اس نے روتے ہوئے کہا کہ میرا ایک ہی بچہ تھا جو کہ کئی سال سے گم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم بھی اپنے رب تعالیٰ کی تلاش میں ہیں۔ آؤ ہمارے ساتھ، دونوں مل کر تلاش کرتے ہیں۔ نزدیک ہی ایک مسجد آ گئی۔ آپ نے فرمایا کہ تم (بوڑھا آدمی) اندر جا کر بیٹھو۔ ہم وضو کر کے اندر آتے ہیں۔ جب آپ وضو کر کے گئے تو دیکھا کہ وہ لڑکا اپنے باپ کے پاس بیٹھا ہے۔ بوڑھے نے کہا کہ حضور مبارک ہو کہ میرا گم شدہ لڑکا مل گیا ہے۔ لڑکے سے پوچھا کہ تم کس طرح آئے ہو۔ اس نے کہا مجھے جن اٹھا کر کشمیر کے پہاڑوں پر لے گیا تھا۔ میں وہاں مختلف پھل کھا کر گزارا کیا کرتا تھا۔ آج یہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھے دکھائی دیئے تھے۔ میرے پاس جا کر فرمانے لگے بیٹا تم فلاں آدمی کے بیٹے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جی میں اسی آدمی کا بیٹا ہوں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ آنکھیں بند کرو۔ جب میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو یہاں مسجد میں کھڑا پایا۔ سبحان اللہ! آپ کا یہ عمل بھی کن فیکون کے عمل سے ہوا۔

تبلیغی و تنظیمی سرگرمیاں

ہفتہ وار محفل میلاد (دربار شریف)

حضور شیخ المشائخ، **باباجی** سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا محبوب عمل اور **طریقہ** جاری وساری **رکھتے** ہوئے آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا میں ہر سوموار کے دن بعد **نمازِ** عشاء محفل میلاد کا انعقاد کیا **جاتا** ہے جس میں تلاوت اور **نعت** خوانی کے بعد صلوٰۃ وسلام پیش کیا **جاتا** ہے۔ **آخر** میں تمام حاضرین کے لیے خصوصی دعا کی جاتی ہے اور لنگر شریف **پیش** کیا **جاتا** ہے۔

مرکزی ماہانہ اجلاس تنظیم (دربار شریف)

آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کے جملہ تنظیمی امیران، ضلعی اراکین، تحصیل و نگران، خادم **مراکز** میلاد اور جملہ خلفائے **عظام** کا خصوصی ماہانہ اجلاس مورخہ **15** مئی **2022** بروز اتوار **2** بجے دن حضرت کرماں والا شریف اوکاڑہ میں پیر جی سیّد شہر **یار** بخاری سجادہ نشین حضرت کرماں والا شریف نے طلب **فرمایا** جس میں تمام سابقہ وموجودہ عہد**یدار**ان کو شمولیت کی دعوت دی گئی۔ اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن **پاک** سے کیا **گیا**، تلاوت قرآن **پاک** قاری خان محمد نے کی اور **نعت** شریف ومنقبت حافظ اللہ دتہ **صاحب** نے پیش کیا۔ پیر سیّد شہر **یار** بخاری سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف نے بیلیوں سے گفتگو کی اور اجلاس میں شمولیت کرنے **پر** خوش آمدید کہا۔ آپ نے تمام تنظیمی وابستگان کو خصوصی ہدایات دیں کہ جو کمیٹی آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کی طرف سے مقرر کی گئی ہے تمام تنظیم اور وابستگان **مکمل** طور **پر** پیروی کریں اور اِسی طرح ہر ضلع میں جس بیلی کو مقرر کیا **گیا** ہے، اُن کا بھی بھرپور **طریقے** سے

ساتھ دینا ہے۔ پیر جی نے فرمایا کہ ہمارا کام تبلیغ وتدریس اور محفل میلاد کا فروغ ہے جو ہم نے ہر گلی، محلے اور کونے کونے میں پھیلانا ہے۔اس کے بعد مرکزی تنظیم کمیٹی کے رکن جناب محمد سمیع اللہ نوری طیّبی نے گفتگو کی اور سجادہ نشین کے تلقین کردہ حکم کے مطابق سب بیلیوں کو پیغام دیا۔ بعدازاں جناب پیر ڈاکٹر رحمت اللہ طیّبی نے صلوٰۃ وسلام پڑھا اور اسکے بعد جناب قاری حافظ محمد اعظم نے ختم شریف پڑھا اور اسکے بعد دعا ہوئی ۔دعا کے بعد سجادہ نشین صاحب نے اپنے دست مبارک سے بیلیوں کو تقرر نامے دیئے۔ اجلاس اور تنظیم کے حوالے سے جملہ انتظامات جناب محمد سمیع اللہ نوری طیّبی نے سرانجام دیئے جبکہ شمولیت کے لیے آنے والے تنظیمی بیلیوں اور وابستگان کے لیے لنگر شریف کا انتظام کیا گیا تھا۔

جانشینِ گنجِ کرم کا دورہ ضلع بہاول نگر

گذشتہ دنوں قبلہ پیر جی سیّد شہر یار بخاری مدظلہٗ العالی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا) نے ضلع بہاولنگر میں روحانی وتبلیغی دورہ کیا۔جس کے دوران آپ چک محبّ علی میں تشریف لائے اور بابا اللہ دتہ جوئیہ کے بھائی کے وصال پُر ملال پر فاتحہ خوانی کی اور حضور شیخ المشائخ بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تنظیمی وتحریکی مشن کے مطابق محفل میلاد اور تبلیغ کرنے کے لیے دعوتِ عام دی۔ بعدازاں پیر جی کرمانوالہ پمپ بہاولنگر والے جناب صوفی محمد شریف کے ہاں تشریف لے گئے اور اُن کی بھتیجی کی وفات پر فاتحہ خوانی فرمائی۔ اِسی طرح پھر جناب پیر محمد افضل باجوہ طیّبی کے گھر بھی دعائے خیر فرمائی اور آخر میں جہانگیر گارڈن میں جناب پیر علیم اللہ سمیع طیّبی کے ماموں کے گھر تشریف آوری ہوئی اور وہاں بھی دعائے خیر وبرکت فرمائی۔

تبلیغی وفد کا دورہ

پیر جی سیّد شہر یار بخاری مدظلہٗ العالی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا) کی تاکید پر جناب شیخ نصر اللہ اور اُن کے ہمراہ صوفی محمد اشرف طیّبی، محمد احمد طیّبی،

ملک محمد اختر، ملک ندیم اور جاوید سبزی والا نے وفد کی صورت میں چک لالیکا کا خصوصی دورہ کیا جہاں پیر جی کے حکم کے مطابق بھوکاں پتن، چک پہلوانکا اور امر والا میں خصوصی دعوت وتبلیغ کے پیغام کے ساتھ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کے مطابق محفل میلاد کی بھی دعوت دی گئی۔ مذکورہ تبلیغی وفد میں کئی دیگر بیلی بھی شامل ہوئے جن میں ابرار چائے والا، عبدالجبار، خان محمد فروٹ والا اور بشیر خاں قابلِ ذکر ہیں۔

یومِ تبلیغ وتربیت تحصیل عارف والا ضلع پاکپتن شریف

پیر جی سیّد شہریار بخاری مدظلہٗ العالی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا) کے حکم اور تاکید کے مطابق تحصیل عارف والا کے وابستگان اور مبلغین مقررہ یومِ تبلیغ وتربیت کے مطابق اکٹھے ہوئے اور تبلیغی پروگرام پر عمل کیا۔ تمام خادمین مراکز محفل میلاد نے بھی شمولیت اختیار کی۔ اِس موقع پر ضلع پاکپتن شریف کی ضلعی تنظیم کمیٹی کے جملہ اراکین پیر محمد علی شاکر طیّبی، پیر حاجی عبدالودود طیّبی اور جناب ڈاکٹر شوکت علی سکھیرا بھی موجود تھے جنہوں نے حاضرین کی تربیت فرمائی۔

مرکز محفل میلاد نظام پورہ بہاولنگر

مرکز محفل میلاد نظام پورہ بہاولنگر پر شیخ نصر اللہ کے زیرِ اہتمام محفل میلاد کا انعقاد کیا گیا جس میں تلاوت کلام پاک حافظ ملک مبشر نے کی اور نعت شریف ملک ندیم امیر تبلیغ، محمد احمد اور محمد عامر نے پڑھی۔ بابا جی شیخ نصر اللہ طیّبی نقشبندی نے مختصر بیان میں درودِ پاک پڑھنے کی دعوت دی۔ آخر میں صلوٰۃ وسلام پڑھا گیا اور دعائے خیر کی گئی۔ (رپورٹ: محمد عابد طیّبی)

مرکز تبلیغ چیچہ وطنی

پیرومرشد کے حکم کے مطابق مرکز تبلیغ پر جمع ہونے کے بعد مبلغین جناب پیر ڈاکٹر رحمت اللہ طیّبی کی قیادت میں شاکر کالونی چیچہ وطنی میں دعوت وتبلیغ کے لیے گئے اور جامع مسجد تاج میں نماز کی ادائیگی کے بعد گھر گھر محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محفل میلاد شریف کی دعوت دی۔

شجرۂ طریقت سلسلہ نقشبندیہ، مجددیہ، طیبیہ حضرت کرماں والا شریف

یا اللہ کرم کر اپنی عطا کے واسطے
رحم کر ہم پر محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے

بخش دے ساری خطائیں اے مِرے مولا کریم
حضرت صدیق اکبر با وفا کے واسطے

دولت صبر و رضا دے خوگر تسلیم کر
حضرت سلمان فارس بے ریا کے واسطے

کر عنایت مجھ کو سوز و مستی اے خدا
حضرت قاسم امام و مقتدا کے واسطے

میرا دل معمور کر صدق و یقیں کے نور سے
جعفر صادق امام الاولیاء کے واسطے

فضل سے اپنے عطا کر دولت قرب و حضور
شیخ کامل بایزید باخدا کے واسطے

ابوالحسن خرقانی ، شیخ بوعلی صاحب کمال
خواجہ یوسف شہ جود و سخا کے واسطے

عبدالخالق غجدوانی عارف و محمود نیز
شیخ علی رامیتنی شاہ ہدیٰ کے واسطے

خواجہ بابا سماسی حضرت سید امیر
نقشبند ما بہاؤ الدین ضیاء کے واسطے

شیخ علاؤ الدین عطار حقیقت آشنا
حضرت یعقوب چرخی با صفا کے واسطے

خواجہ احرار دانائے رموزِ معرفت
اور محمد زاہد حضرت مولانا کے واسطے

شیخ درویش محمد اور خواجگی امکنگی
باقی باللہ عارفِ راہ ہدیٰ کے واسطے

شیخ سرہندی مجدد الف ثانی خضر راہ
پیر کامل شیخ احمد پیشوا کے واسطے

حضرت قیوم ثانی خواجہ معصوم و سعید
اور عبدالاحد گل شاہ کے واسطے

خواجہ حنفی ، شیخ زکی اور محمد نیز
خواجہ زمان سلطان الاولیاء کے واسطے

حضرتِ خواجہ محمد قاضی احمد ، شاہ حسین
اور امام باعلی مشکل کشا کے واسطے

حضرت صادق علی بابا امیرالدین ولی
ہادیان دیں پناہ حق آشنا کے واسطے

یا الٰہی معرفت اور سوز و مستی کر عطا
شیر حق شیر محمد باصفا کے واسطے

قطب عالم شیخ کامل چارۂ بے چارگاں
حضرت اسمٰعیل شاہ غوث الوریٰ کے واسطے

کر عطا سب کو الٰہی دو جہاں کی نعمتیں
شاہ کرماں والے اتقیاء کے واسطے

پیر سیّد محمد علی ، خواجہ سیّد عثمان علی
وارثان بحر کرم ، اولیاء کے واسطے

محبتِ رسول ﷺ کو دلوں میں فروغ دے
میر طیب علی راہنما کے واسطے

کر کرم کروا کرم دونوں جہاں میں رکھ شرم
کر کرم اے کرماں والے تو خدا کے واسطے

Monthly "MUJALLA HAZRAT KARMANWALA" Reg No. CPL-144
Zu al-Qa'dah 1443 Hijri, June 2022